



# مسائل و فوائد کے

میاں محمد جمیل ام ۱۰۱

ابو ہریرۃ اکیڈمی

۳۷- کریم بلاک، اقبال ٹاؤن - لاہور



# زکوٰۃ کے مسائل و فوائد

میاں محمد جمیل ایم اے  
فاضل اردو، علوم اسلامیہ

ابو ہریرہؓ اکیڈمی

37- لریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون: 5417233

297-32

صفحہ 58

۵۸۲۳۷

## زکوٰۃ کے مسائل و فوائد

از..... میاں محمد جمیل

پہلا ایڈیشن..... نومبر 2001ء

تعداد..... 2200

قیمت..... 40/-

ناشر..... ابو ہریرہؓ اکیڈمی

## تالیفات اکیڈمی

اکیڈمی کی کتب فرقہ واریت سے مبرا، روح اسلام کی ترجمان زبان تعلیم یافتہ حضرات کے مزاج کے مطابق، انداز نہایت شستہ اور دل پذیر ہونے کی وجہ سے قبولیت عامہ کا شرف پارہی ہیں۔ نہایت مختصر مدت میں کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ خود پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں تاکہ تعلیم نبوت عام ہو جائے۔

طلبہ اور فری تقسیم کے لئے 40% رعایت

حقوق بحق اکیڈمی

## فہرست

9 حرفِ آرزو

## باب 1

11 آپ ﷺ کا فرمان کہ قیامت نہیں آئے گی جب تک

12 آپ ﷺ کا معاشی پروگرام

15 مکہ میں معاشی احکامات

18 زکوٰۃ کی تاریخی حیثیت

20 امت مسلمہ کو ارشادات

23 مدینہ میں زکوٰۃ کی فرضیت کا اعلان

26 زکوٰۃ کا اجتماعی نظام

28 حکومت کی ذمہ داریاں

30 اللہ کا دیا ہوا خرچ کرو سب کچھ اسی کا ہے

31 عزرائیل کے آنے سے پہلے ، اخلاص نیت کے ساتھ

33 بے پناہ اخلاص

## باب 2

35 اموالِ زکوٰۃ

36 سونے چاندی کا نصاب

38 زیورات کی زکوٰۃ

39	نقدی کا نصاب
39	اونٹ بھینٹ بکریوں کی تعداد
41	سامان تجارت پر زکوٰۃ
42	زکوٰۃ سے مستثنیٰ (Exemotional) اشیاء
43	زکوٰۃ کا دورانیہ
44	تقسیم کا شرعی طریقہ
46	مصارف زکوٰۃ کی فہرست
49	غیر مستحق حضرات
49	والدین اور اہل خانہ
50	کافر کو زکوٰۃ دینا اور اس سے لینا حرام ہے
50	آل رسول کو زکوٰۃ دینا ان کے احترام کے منافی ہے
51	زکوٰۃ اور ٹیکس میں آٹھ امتیازات
52	کیا زکوٰۃ کے علاوہ ٹیکس جائز ہے؟

### باب 3

54	عشر ، صدقۃ الفطر
57	زکوٰۃ کے فوائد
57	سالانہ حساب و کتاب کا اہتمام
57	ارتکاز دولت کا خاتمہ
58	ترکیہ اور برکات

- 58,59 غربت کا تدارک ، باہمی محبتوں کا فروغ
- 59,60 مصائب سے نجات اور عملی شکر یہ
- 61 خدائی انشورنش
- 61,62 ائمہ کا بیت المال نہ ہونے کے اخلاقی اور معاشی نقصانات
- 64 زکوٰۃ کے بارے میں غیر مسلموں کے تاثرات
- 65 مصلحین امت کی آراء
- 67 صدقہ و زکوٰۃ کی انفرادی برکات
- 68 زکوٰۃ کے اجتماعی ثمرات
- 70 عوام کی بنیادی ضروریات پوری ہونے کے باوجود بیت المال بھر پور تھا

## باب 4

یہ کس طرح ممکن ہوا

- 72 دیانت و امانت اور بڑوں کے نقش قدم
- 73 افسران کا تحفہ لینا حرام قرار دیا گیا
- 75 اخلاص کے پیکر
- 77 دیانت دار انتظامیہ
- 78 امیر المؤمنین کے کردار کے اثرات عوام پر
- 79 محنت و مشقت کی حوصلہ افزائی
- 80 خورد و نوش اور بود و باش میں سادگی
- 81 حمص کے گورنر کی سادگی کا عالم

## باب 5

اللہ تعالیٰ سود کو مٹانا اور صدقات کو بڑھانا چاہتے ہیں

86

تحریک صدقات و خیرات

87

حقیقی نیکی

88

عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم ، ہر حال میں صدقہ کیجئے

89

بے دریغ خرچ کرتے جاؤ

90

مال میں ہرگز کمی واقع نہیں ہوگی

91

کس وقت صدقہ کا ثواب زیادہ ہے

91

کس کا صدقہ زیادہ افضل ہے

92

ایصال ثواب اور اجر و ثواب کی شادابیاں

## باب 6

96

کنجوسی کے نقصانات

96

رب کعبہ کی قسم مال دار نقصان اٹھائیں گے اگر----

98

نام نہاد سخی

99

مال کی تباہ کاریاں

100

باغ کی بربادی

101

مغرور دولت مند کا انجام

- 103 حشر میں پہلی ذلت آمیز سزا
- 104 جہنم میں اذیت ناک سزائیں
- 105 آپ ﷺ نے یہ سزائیں ملاحظہ کیں

## باب نمبر 7

- اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔ (القرآن)
- 107 مال کے بارے میں انسان کی نیچر (Nature)
- 108 زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کیجئے
- 109 قسطوں سے زکوٰۃ ادا کرنے کے 5 نقصانات کی تلافی ممکن نہیں
- 110 زکوٰۃ سے بچنے کے حیلے بہانے حرام ہیں
- 111 زکوٰۃ کی ادائیگی چھپا کر ہو یا دکھا کر
- 111 غلطی سے غیر مستحق کو زکوٰۃ ادا ہو جائے تو؟
- 113 اندازہ سے زکوٰۃ ادا کرنے کی دلیل
- 114 اصل مال اور منافع پر زکوٰۃ
- 115 سال میں مال کے گھٹنے اور بڑھنے کی صورت میں زکوٰۃ
- 115 کیا بینک کٹوتی سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟
- 116 فکس ڈیپازٹ کا مسئلہ
- 116 باؤنڈ کی زکوٰۃ دینا لازم ہے
- 116 کارخانہ اور پلازہ پر زکوٰۃ کیوں نہیں؟



- 117 کیا رمضان المبارک میں زکوٰۃ دینا ضروری ہے؟
- 118 بیٹی کو زکوٰۃ سے مکان بنا کر دینا
- 118 زکوٰۃ کے مال سے حج کروانا جائز نہیں
- 119 حج کی رقم پر زکوٰۃ نہیں
- 119 گیٹری، پراویڈنٹ فنڈ کب تک زکوٰۃ سے مستثنیٰ
- 119 کرایہ پردی ہوئی دوکان، مکان پر زکوٰۃ؟
- 120 کیا نصاب پورا کرنے کے لئے سونا اور چاندی دونوں کو جمع کیا جائے
- 120 عورت اپنے مال اور زیور کی خود زکوٰۃ ادا کرے
- 120 اپنی زکوٰۃ سے دوسرے کا قرض منہا کرنا
- 121 زکوٰۃ کمپنی یا شیئر ہولڈرز پر۔ حصص کی زکوٰۃ مارکیٹ ویلیو پر
- 122 تنخواہ دار جو ہر ماہ ایک خاص رقم بچا لیتا ہے کس طرح زکوٰۃ ادا کرے؟
- 123 کئی سالوں پر محیط کمیٹی ڈالنے والے پر زکوٰۃ کا حکم
- 123 دائمی بیمار، نابالغ اور یتیم کی زکوٰۃ کون ادا کرے؟
- 123 بچوں کے نام پر پلاٹ، بینک بیلنس، زیور پر زکوٰۃ کون ادا کرے؟
- 124 قرض کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟
- 124 جامد سرمایہ اور ڈوبی ہوئی رقم (ڈیمنسی) کی زکوٰۃ فقط ایک سال
- 125 کیا مرحوم کی طرف سے زکوٰۃ ادا ہو سکتی ہے؟
- 126 مصنف کے ساتھ چند لمحات
- 127 تعارف ابو ہریرہؓ اکیڈمی
- 128 تعارف کتب

## حرفِ آرزو

دولت اور وسائل کی فراوانی کے باوجود دنیا میں کروڑوں انسان بنیادی ضروریات سے محروم اور غربت کی چکی میں پس رہے ہیں تو یہ نام نہاد ترقی یافتہ دور کے منہ پر طمانچہ اور بین الاقوامی معاشیات کے ماہرین کے لئے باعث شرم، بالخصوص مسلمان حکمرانوں اور معیشت کے علمبردار مسلم سرکاری اور درباری سکالروں کے لئے انتہا درجے کی ندامت کا مقام ہے۔

کیونکہ آج بے پناہ وسائل ان گنت ذرائع آمدنی، پٹرول اور دیگر معدنیات کے خزانے مسلم حکومتوں کے پاس کثیر مقدار میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اغیار کے مقابلے میں مسلمانوں میں غربت و افلاس کا دور دورہ ہے۔ مالی بے چارگی نے مسلمانوں کے اخلاقی اور دینی اقدار کو تباہ کر دیا ہے۔ کروڑوں مسلمان معاشی تنگی کی وجہ سے روٹی کے دھندے کے بغیر کسی دوسری طرف سوچنے اور دیکھنے کی فرصت نہیں پاتے جبکہ اسلام کا معاشی پروگرام تو وہی ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل تھا۔ اور اسی نظام کی بدولت سرور گرامی نے مکہ معظمہ، ہجرت کے دوران اور غزوہ خندق کے موقع پر پیش گوئیاں فرمائیں تھیں کہ وہ وقت آئے گا مسلمانوں کی معیشت اس قدر مضبوط اور صحیح خطوط پر استوار ہوگی کہ مخیر حضرات مساکین کو ڈھونڈتے پھریں گے لیکن انہیں غریب دستیاب نہیں ہوگا۔

اگر مسلمان حکمران دیانتداری اور دانشمندی کے ساتھ اس نظام کو آج بھی عملاً اپنانے کی کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلم رعایا غربت کے ہاتھوں نجات نہ پائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو نظام معیشت ہمیں عطا فرمایا ہے وہ دولت مند اور غریبوں کو دنیا اور



آخرت کے لئے یکساں طور پر سب کے لئے مفید ہے۔ پھر دنیا سیکنزوں سال اس تجربے کے نتائج و ثمرات دیکھ چکی ہے۔ اور اس کا متبادل نظام دنیا میں موجود نہیں اور نہ ہی وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ اگر مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی اور اسلامی نظام معیشت کو چھوڑ کر دوسرے نظام ہائے زندگی کو اختیار کرتے رہیں گے پھر وسعت و کشادگی کے باوجود غربت و افلاس کی چنگل سے نجات نہیں پاسکتے۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
أَعْمَى ۝ (طہ ۱۲۳-۱۲۴)

اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔

اس کریناک صورتحال سے نجات پانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم موجودہ بنکاری نظام چھوڑ کر اسلامی خطوط پر مبنی معیشت اور طرز زندگی کو اپنائیں تو رب کریم کا وعدہ ہے کہ میں ایسے لوگوں پر زمین و آسمان کی برکات کے دروازے کھول دوں گا۔ اس کتاب میں زکوٰۃ کے مسائل و فوائد کے ساتھ ان اصولوں کا تذکرہ بھی موجود ہے جن کو اپنا کر ہم اپنی دنیا و آخرت کو خوبصورت اور آسان بنا سکتے ہیں۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ  
وَالْأَرْضِ وَلَكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ (الاعراف ۹۶-۹۷)  
اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ مگر انہوں نے تو جھٹلایا لہذا ہم نے اس بری کمائی کے حساب میں انہیں پکڑ لیا جو وہ سمیٹ رہے تھے۔

آپ ﷺ کا فرمان

فَإِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى يَطُوفَ أَحَدُكُمْ

بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ

(بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

قیامت نہیں آئے گی جب تک زکوٰۃ دینے والے سرگرداں

پھریں گے لیکن انہیں قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔



## آپ ﷺ کا معاشی پروگرام

عقائد و نظریات کی تبدیلی کے ساتھ ہی دور میں آپ کے پروگرام میں یہ بات شامل تھی کہ لوگوں کے معاشی حالات بھی درست ہونے چاہئیں۔ آپ کے سامنے معاشیات کی درستگی کا واضح نقشہ موجود تھا جسکی روشن مثال ابتدائی ایام کے حوالے سے ہم حدیث کی اعلیٰ ترین کتاب بخاری شریف سے پیش کرنا چاہیں گے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ آپ کس اعتماد کے ساتھ معیشت کی بحالی، مستقبل کے آئینے میں دیکھ رہے تھے۔ حاتم طائی کے صاحبزادے عدی اب تک مسلمان نہیں ہوئے انکا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا دو آدمی آپ کے سامنے یکے بعد دیگرے معاشی بد حالی اور بد امنی کے بارے میں شکایت کرتے ہیں۔ پہلے نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ معاشی حالات اس قدر ناہموار ہو چکے ہیں کہ تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور پیٹ بھرنے کے لئے چند لقمے میسر نہیں جبکہ دوسرا امن و امان کی شکایت کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ راستے کٹ چکے۔ آپ بیت اللہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے شکایت سنتے ہی سیدھے بیٹھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ أَخَذَهُمَا يَشْكُو الْعِيْلَةَ وَالْآخِرُ يَشْكُو قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا قَطْعُ السَّبِيلِ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيلٌ حَتَّى تَخْرُجَ الْعَيْرُ إِلَى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيرٍ وَأَمَّا الْعِيْلَةُ فَإِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى يَطُوفَ أَحَدُكُمْ بِصِدْقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَيَقْفَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَلَا تَرْجُمَانٌ يُتَرَجَّمُ لَهُ ثُمَّ

لَيَقُولَنَّ لَهُ أَلَمْ أُوْتِكَ مَالًا فَلَيَقُولَنَّ بَلَىٰ ثُمَّ لَيَقُولَنَّ أَلَمْ أَرْسَلْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَلَيَقُولَنَّ بَلَىٰ فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَىٰ إِلَّا النَّارَ ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَرَىٰ إِلَّا النَّارَ فَلَيَقِيَنَّ أَحَدَكُمْ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِيكَلِمَةً طَيِّبَةً (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں نبیؐ کے پاس موجود تھا کہ آپ کی خدمت میں دو آدمی حاضر ہوئے ان میں سے ایک معاشی بد حالی اور دوسرا بد امنی کی شکایت کر رہا تھا تو رسول اللہؐ نے فرمایا یہ جو بد امنی ہے عنقریب وقت آنے والا ہے کہ ایک قافلہ مکہ کی طرف بغیر حفاظتی دستے کے آئے گا۔ جہاں تک معاشی بد حالی کا معاملہ ہے تو قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم اپنے صدقے لوگوں کے سامنے پیش کرو گے اور اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ پھر تم اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو گے تمہارے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ اور نہ کوئی ترجمان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا؟ آدمی جواب دے گا کیوں نہیں! پھر رب العزت سوال کریں گے کہ کیا میں نے تمہاری طرف اپنا رسول مبعوث نہیں کیا تھا؟ تو جواب دے گا کیوں نہیں! پھر آدمی اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو آگ ہوگی، بائیں جانب بھی آگ ہی آگ دیکھ رہا ہوگا، تم میں سے ہر ایک کو آگ سے بچنا چاہئے اگرچہ اتنی آدھی کھجور ہی صدقہ کرنی پڑے، اگر وہ اتنا بھی نہ کر سکے تو دوسرے کو اچھی بات کی تلقین کرتا رہے یہ بھی صدقہ ہی شمار ہوگا۔

یہ پیشگوئیاں آپؐ نے ہجرت کے دوران سوانٹ کے لالچ میں آ کر پیچھا کرنے والے سراقہ کو اور غزوہ خندق کے موقع پر بھی ارشاد فرمائی تھیں۔



اس نظام کی کامیابی کے لئے قرآن مجید کی ہدایات کی روشنی میں آپ اور آپ کے رفقاء کی معاشی قربانیاں اور غربت کے مدارک کے لئے پھر اس طرح منصوبہ بندی فرمائی کہ جسکی رہتی دنیا تک مثال ملنی مشکل ہے۔ تب جا کر وہ ماحول پیدا ہوا جس کی آپ نے ابتدائی ایام میں پیشگوئی فرمائی تھی یہ منصوبہ بندی، قرآنی ہدایات کی پیروی اور بے پناہ اخلاص کا نتیجہ تھا کہ ٹھیک 35 سال کے بعد حضرت عثمانؓ اور بنی امیہ کے دور میں حقیقتاً زکوٰۃ دینے والے سرگرداں پھر رہے تھے کوشش و بسیار کے باوجود انہیں زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ جب کہ آج معاشیات کے بین الاقوامی ماہر اور بے پناہ وسائل رکھنے والی حکومتیں بلند بانگ دعوؤں کے باوجود عوام کو دو وقت کی روٹی اور تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور تڑپتے ہوئے مریض کو دوائی فراہم نہیں کر سکیں۔

## مکہ میں معاشی احکامات

دین اسلام کا جمال و کمال یہ ہے کہ یہ ایسے ارکان و احکام پر مشتمل ہے جن کا تعلق ایک طرف خالق کائنات اور دوسری جانب مخلوق کے ساتھ استوار کیا گیا ہے۔ دین فرد کی انفرادیت کا تحفظ کرتے ہوئے اجتماعی زندگی کو ہر حال میں قائم رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اس کے بنیادی ارکان میں کوئی ایسا رکن نہیں جس میں انفرادیت کے ساتھ اجتماعی زندگی کو فراموش کیا گیا ہو۔ توحید و رسالت سے مسلمان فکری اور اعتقادی طور پر یکسو ہو جاتے ہیں۔ جبکہ پانچ وقت کی نماز مسلمانوں کو یک سمت اور ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ روزہ عملی طور پر امر کے دل میں غریب کی غربت کا احساس دلاتے ہوئے قلبی طور پر ایک دوسرے کے قریب کرتا ہے۔ جب نمازیوں کو رات اور دن میں پانچ مرتبہ ایک دوسرے سے جڑ کر اللہ کی بارگاہ میں اکٹھے ہونے کا حکم ہے تو شریعت اس بات کو کس طرح گوارا کر سکتی تھی کہ ایک شخص زرق برق لباس پہنے خوشحال زندگی بسر کر رہا ہو اور اس کے ساتھ کھڑے ہونے والا جسم پر چھتھرے لپیٹے ہوئے زندگی کے تھپڑے کھاتا رہے۔ لہذا اس سماجی اور معاشی اونچ نیچ اور تہذیبی افراط و تفریط کو توازن کے پیمانے کے قریب رکھنے اور باہمی تعاون کا شعور اور تحریک پیدا کرنے کے لئے قرآن حکیم نے بار بار صدقہ و خیرات کی نہ صرف تلقین اور تعلیم دی بلکہ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے سے آنکھیں چرا کر مال اکٹھا کرنے کو جہنم کے انگارے جمع کرنے کے مترادف اور ایسے شخص کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ عملاً قیامت کا بھی منکر ہے۔ جبکہ زکوٰۃ کی فرضیت کا فرمان مدینہ میں جاری ہوا۔

وَيَلُّ لِكُلِّ هُمْزَةٍ لَمْرَةً ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ  
 أَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا لَيُبَدِّلَنَّ فِي السُّحُطِ ۝ وَمَا أَذْرَكَ مَا لَحُطْمَةُ ۝ نَارِ اللَّهِ  
 الْمُوقَدَةِ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِئَةِ ۝ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ  
 مُمَدَّدَةٍ ۝ (الهمزة پ ۳۰)

تباہی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو روبرو وطن اور پیٹھ پیچھے برائیاں کرنے کا خوگر  
 ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے  
 پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں! وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائیگا۔ اور تم  
 کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ اللہ کی آگ خوب بھڑکائی ہوئی جو  
 داؤں تک پہنچے گی وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائیگی (اس حالت میں کہ وہ) اونچے  
 نیچے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہونگے)۔

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالذِّينِ ۝ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا يَحْضُ  
 عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ ۝ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ  
 سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝ (الماعون پ ۳۰)  
 تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے  
 دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے  
 والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ جو ریا کاری کرتے ہیں اور معمولی  
 ضرورت کی چیزیں لوگوں کو دینے سے گریز کرتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمَ لَا  
 بَيْعَ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ (البقرة ۱۵۴ پ ۳)



اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، جو کچھ مال و متاع ہم نے تم کو بخشا ہے، اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے، جس میں نہ خریدو نہ فروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی، اور ظالم اصل میں وہی ہیں جو انکار کی روش اختیار کرتے ہیں۔

قرآن مجید کے بار بار انتباہ سے مسلمانوں میں یہ ماحول پیدا ہو گیا کہ پوچھتے پھر رہے تھے کہ کم از کم کتنا مال اپنے پاس رکھنا جائز ہے۔ اور کتنا خرچ کرنا چاہئے؟ بعد ازاں زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد مال رکھنا جائز قرار دیا گیا۔

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ  
تَتَفَكَّرُونَ ۝ (البقرة ۲۱۹-۲۲۰)

پوچھتے ہیں! ہم راہ خدا میں کیا خرچ کریں؟ کہو جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو اس طرح اللہ تمہارے لئے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے شاید کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔

## زکوٰۃ کی تاریخی حیثیت

تمام انبیائے عظام کی تشریف آوری کا مقصد دین کی اشاعت اور اس کا نفاذ قرار پایا اور دین کا مرکزی نقطہ نگاہ انسان کی ہر اعتبار سے خیر خواہی قرار دیا گیا۔ اس مفہوم کو آپ نے ایک مجلس میں اس طرح بیان فرمایا۔

محفل میں آپ جلوہ افروز ہیں اچانک ایک شخص سوال کرتا ہے کہ جناب دین کا مقصد کیا ہے؟ آپ بلا تامل یہ ارشاد فرماتے ہیں

الدِّينُ النَّصِيحَةُ

دین خیر خواہی کا نام ہے۔

یہ خیر خواہی صرف ہدایت و راہنمائی، تعلیم و تلقین پر ہی بس نہیں بلکہ اس کے لئے باقاعدہ عملی نظام قائم کیا گیا۔ کیونکہ بیمار کو دوائی کی ضرورت ہے اور بھوکا کھانے کے بغیر سیر نہیں ہو سکتا فقط وعظ و نصیحت سے دکھیا رے کے دکھ کا علاج ممکن نہیں اسے تو عملی اور مالی تعاون کی ضرورت ہے جب تک ایسا نہیں ہوگا اس کی تکلیف رفع نہیں ہو سکتی۔ اسی بنا پر تمام انبیاء نے اپنے اپنے دور میں حکم خداوندی سے زکوٰۃ کو لازم اور فرض قرار دیا خاص کر بنی اسرائیل کے تذکرے میں اسکو خدائی عہد و پیمان کا نام دیا گیا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ  
 أُمَّةً يَهْتَدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ  
 وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا غَابِرِينَ ۝ (انبیاء، ۷۲، ۷۳، پ ۱۷)

اور ہم نے اسے (ابراہیم کو) اسحاق عطا کیا اور یعقوب اس پر مزید اور ہر ایک کو صالح بنایا۔ اور ہم نے ان کو امام بنا دیا۔ جو ہمارے حکم سے راہنمائی کرتے تھے اور ہم نے

انہیں وحی کے ذریعے نیک کاموں کی اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ (مریم، ۵۴، ۵۵ پ ۱۶)

قرآن مجید میں سے اسماعیل کا تذکرہ کیجئے۔ بلاشبہ وہ عہد کے سچے رسول، نبی تھے۔ وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ اور اپنے رب کے ہاں نہایت ہی پسندیدہ انسان تھے۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَنِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ (مریم، ۳۰، ۳۱ پ ۱۶)

میں اللہ کا بندہ ہوں (عیسیٰ) اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ اور میں جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا اور زندگی بھر کے لئے نماز، زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ مُّعْرِضُونَ ۝ (البقرة، ۸۳ پ ۱)

یاد کرو جب اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ ماں باپ، رشتے داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا، مگر تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب اس عہد سے پھر گئے اور اب تک پھرے ہوئے ہو۔



وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ ۚ وَمَا  
 أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ  
 وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ ۝ (البينة ۴، ۵، پ ۳۰)

پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں تفرقہ برپا نہیں ہوا مگر اس کے بعد ان کے  
 پاس (راہ راست) کا واضح بیان آچکا تھا۔ اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا  
 کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر اور نماز  
 قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہی نہایت صحیح درست دین ہے۔

### امت مسلمہ کو ارشادات

قرآن مجید میں تقریباً 82 مقامات پر زکوٰۃ کا ذکر موجود ہے کبھی تو پہلی امتوں اور انبیاء  
 کے حوالے سے اور کبھی امت محمدیہ کو براہ راست احکام جاری فرمائے۔ اسلام کے  
 بنیادی ارکان کی طرح زکوٰۃ کو بھی مسلم اور غیر مسلم کے درمیان حد فاصل کے طور پر  
 بیان فرماتے ہوئے اپنی رحمتوں کا وسیلہ قرار دیا۔

فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَآخِذُوا بِالدِّينِ  
 وَنَفَصِلْ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (توبہ ۱۱، پ ۱۰)

پس اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور  
 جاننے والوں کے لئے ہم اپنے احکام واضح کئے دیتے ہیں۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ  
 وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ  
 اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (توبہ ۷۱، پ ۱۰)

مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔ یقیناً اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ (المائدہ ۱۲۔ پ ۶)

اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ان میں بارہ نقیب مقرر کئے تھے اور ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں کو مانا اور ان کی مدد کی اور اپنے خدا کو اچھا قرض دیتے رہے تو یقین رکھو کہ میں تمہاری برائیاں تم سے زائل کر دوں گا اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی مگر اس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کی روش اختیار کی تو درحقیقت اس نے سیدھا راستہ گم کر دیا۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (مزل ۲۰۔ پ ۲۹)

نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہو۔ جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے

بھیجوں گے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤں گے، وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہے اللہ سے مغفرت مانگتے رہو، بے شک اللہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ  
وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ  
آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ (مائدة ۵۵، ۵۶۔)

تمہارے رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز  
قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں۔ اور جو اللہ اور اس  
کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا رفیق بنا لے اسے معلوم ہو کہ اللہ کی جماعت ہی غالب  
رہنے والی ہے۔



## مدینہ میں زکوٰۃ کی فرضیت کا اعلان

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ مکہ کی دور میں صدقہ و خیرات کو زکوٰۃ کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے ادائیگی زکوٰۃ کے لئے ذہن سازی کی جارہی تھی تاکہ آگے چل کر نظام زکوٰۃ کی بنیاد رکھی جاسکے۔ چونکہ مکہ معظمہ میں چند لوگوں کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے والوں کی غالب اکثریت فاقہ مست اور محنت کش افراد پر مشتمل تھی اس لئے زکوٰۃ کا تذکرہ صدقہ و خیرات کے معنی میں کیا جاتا رہا۔ ہجرت سے مسلمانوں کو آزاد ماحول اور مدینہ طیبہ کی شکل میں ایک مرکز حاصل ہو چکا تھا۔ اس طرح دنیا میں پہلی اسلامی مملکت معرض وجود میں آئی جس کے لئے باضابطہ فنڈ کا قیام لازمی تھا۔ اب زکوٰۃ کو نقلی صدقہ و زکوٰۃ کی بجائے فرضیت کا درجہ دے دیا گیا۔ قرآن مجید نے نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی کو مسلمانوں پر فرض قرار ہی نہیں دیا بلکہ مسلم اور کافر کے درمیان حد امتیاز مقرر فرمایا ہے اسی بنیاد پر حضرت ابو بکرؓ نے اعلان کیا تھا

وَاللّٰهُ لَاقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ۔ (مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ)

اللہ کی قسم میں نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرنے والوں کے خلاف جنگ کرونگا۔

حضرت ابو بکرؓ کے اقدام کا سبب یہ تھا کہ قرآن مجید میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کو یکجا ذکر کیا گیا ہے۔ اس ترتیب اور یکسانیت کی وجہ سے کوئی فرد یا وفد حلقہ دین میں شمولیت کا اظہار کرتا تو آپؓ اس پر دوسرے احکامات کے ساتھ یہ شرط عائد فرماتے کہ صاحب نصاب ہونے کی صورت میں تمہیں ہر حال زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن جریرؓ بجلی ذکر کرتے ہیں کہ جب میں آپؓ کے دست مبارک پر بیعت کر رہا تھا تو آپؓ نے حکم فرمایا کہ توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ تمہیں نماز

اور زکوٰۃ ادا کرنا پڑے گی ایسے ہی آپ کے پاس قبیلہ عبد القیس کا وفد حاضر ہوا تو آپ نے ان الفاظ کے ساتھ ان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمایا۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا اتَوُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنِ الْقَوْمُ أَوْ مِنَ الْوَفْدِ قَالُوا رَبِيعَةَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَرَّايَا وَلَا نَدَامَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارٍ مُضِرٍّ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصَلِّ نَخْبِرُ بِهِ مَنْ وَّرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحَدَهُ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحَدَهُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمْسِ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالذُّبَابِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُرْفَتِ وَقَالَ إِحْفَظُوا هُنَّ وَأَخْبِرُوا ابْنَهُنَّ مَنْ وَّرَائِكُمْ. (مشکوٰۃ، باب الایمان)

حضرت ابو حمزہؓ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے سنا کہ وہ بیان کیا کرتے تھے کہ نبی اکرمؐ کے پاس قبیلہ عبد القیس کا وفد آیا اور آپ سے عرض کرنے لگا کہ ہم ربیعہ قبیلہ کی ایک شاخ ہیں۔ ہمارے اور مدینہ کے درمیان کفار کا مضر قبیلہ ہے جس کے ساتھ ہماری شدید دشمنی ہے اس لئے ہم احرام مہینوں کے علاوہ آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے۔ ہمیں ایسے مسائل بتلائے جائیں جن پر ہم اور ہمارے پیچھے رہنے

والے لوگ عمل پیرا ہوں۔ آپ نے اس مجلس میں فرمایا کہ میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار کاموں سے روکتا ہوں۔ اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے بغیر کسی کو الہ تسلیم نہ کرنا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے انگلی اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی وحدت کا اشارہ فرمایا۔ پھر حکم دیا کہ نماز اور زکوٰۃ کا التزام کرتے ہوئے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرواتے رہنا۔ اس کے بعد شراب پینے کے چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ أَمْرٍ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيْسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ تَعَبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ (مشکوٰۃ باب الایمان)

حضرت معاذ بیان کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول مجھے ایسے عمل کے متعلق بتائیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کرے نبیؐ نے فرمایا تو نے ایک نہایت اہم مسئلہ کے بارے پوچھا ہے۔ بے شک یہ آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسانی فرمائیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہنا اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔



## زکوٰۃ کا اجتماعی نظام

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ  
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ (الصف ۹، پ ۲۸)

اس اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے جلوہ گر فرمایا کہ وہ  
اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے خواہ مشرک اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔

دین انفرادی اصلاح کے ساتھ ساتھ اجتماعی اور عالمگیر انقلاب کا داعی ہے۔ اس لئے  
اس نے اپنی تحریک اور کام کو صرف ایک فرد کی تعلیم و تربیت تک محدود نہیں رکھا بلکہ وہ  
قابل قدر عملی نظام کا ایک جامع نقشہ پیش کرتا ہے۔ مکے میں تو ایسے حالات پیدا نہ ہو  
سکے لیکن مدینہ میں جب مسلمانوں کے معاشی حالات اس قابل ہوئے کہ وہ نظام  
زکوٰۃ کو نافذ کر سکیں تو درج ذیل احکام نازل ہوئے۔

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ  
صَلَوَتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ (پ ۱۱، التوبة ۱۰۳)

اے نبی! تم ان کے اموال سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو اور (نیکی کی راہ  
میں) انہیں بڑھاؤ اور انکے حق میں دعائے خیر کرو کیونکہ تمہاری دعا ان کے لئے وجہ  
تسکین ہوگی اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

اس کو عملی شکل دینے کے لئے آپ نے حساب و کتاب جاننے والے صحابہ کرامؓ  
کو تحریری اور زبانی احکامات کے ساتھ مختلف علاقہ جات میں تعینات فرمایا۔ ان  
میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ جیسی  
ممتاز شخصیات شامل تھیں۔

آپ ﷺ اپنی حیات مبارکہ کے آخری سال حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر مقرر فرماتے ہوئے یہ ہدایات جاری کرتے ہیں۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ بَعَثَ مَعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَاعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَاعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ. (متفق عليه، بحوالہ مشکوٰۃ)

یا معاذ! آپ ایسی قوم کے پاس جا رہے ہیں جو اہل کتاب ہیں جب تم ان سے ملاقات کرو تو ان کو توحید و رسالت کی دعوت دینا جو اس دعوت پر ایمان لے آئیں ان کو اس بات کی تعلیم دیں کہ اللہ تعالیٰ نے رات اور دن میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو پھر ان کو بتائیں اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ جو ان کے صاحب نصاب لوگوں سے وصول کر کے انہی کے غرباء پر تقسیم کی جائے۔ زکوٰۃ وصول کرتے ہوئے عمدہ ترین مال لینے کی بجائے درمیانے درجے کے مال (جنس اور جانور) وصول کئے جائیں۔ کسی پر زیادتی نہ ہونے پائے، مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کیونکہ اس کی بدعا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل نہیں۔ (مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ) حضرت معاذؓ اپنی تقرری کا اس طرح ذکر کرتے ہیں۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوصِيهِ وَمَعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي  
 تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ  
 عَامِي هَذَا وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هَذَا وَقَبْرِي فَبِكِي مُعَاذُ جَشَعًا  
 لِفِرَاقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ التفت فاقبل بوجهه نحو المدينة فقال إن  
 أولى الناس بي المتقون من كانوا وحيث كانوا (مشكوة، باب الرقاق)

جس وقت رسول اکرم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو آپ الوداع کرنے کے لئے بنفس  
 نفس میرے ساتھ مدینے سے باہر نکلے جب کہ میں سوار تھا اور آپ پیدل چل رہے  
 تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ سواری پر جلوہ افروز ہوں اور میں پیدل آپ کے ساتھ  
 چلتا ہوں لیکن آپ نے ایسا کرنے سے حکما روک دیا آپ پیدل چلتے ہوئے مجھے وصیت  
 فرماتے جا رہے تھے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ معاذ جب اگلے سال واپس آؤ گے تو  
 میری قبر اور مسجد کی زیارت کرو گے لیکن تم مجھے نہیں دیکھ پاؤ گے۔ حضرت معاذ زار و قطار  
 رونے لگے تب آپ نے اپنا چہرہ مبارک مدینہ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا قیامت کے  
 روز لوگوں میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو اللہ سے ڈرنے والے ہوں وہ  
 چاہے کسی قبیلے اور علاقے سے تعلق رکھنے والے ہوں۔

### حکومت کی ذمہ داریاں

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا  
 بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (حج ۴۱-۴۲)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے،

زکوٰۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے اور تمام کام کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ (الذريت ۱۹-۲۶)

اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا بھی حق تھا۔

عدل و انصاف کی دنیا میں کسی کا حق دبانے والے کو حرام خور اور ظالم قرار دیا جاتا ہے۔ دنیائے انصاف کی بستی میں وہ ظالم اور سفاک ہی سمجھا جائیگا۔ چاہے وہ کتنا ہی مہذب اور دوسرے اعمال کے حوالے سے نیک ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے معاشرے کا اخلاقی دباؤ اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس ظالم سے ہر حال میں مظلوم کا حق دلوائے۔ اسی بنیاد پر حضرت خلیفہ اول نے آپ کی وفات کے بعد زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف تلوار استعمال کی تھی اور فرمایا تھا۔ میرا یہ اقدام اس وقت تک جاری رہے گا جب تک زکوٰۃ کی ایک رسی بھی کسی کے ذمہ رہے گی۔ تاریخ عالم میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک حکمران غریبوں کے حقوق کے لئے مال دار اور طاقت ور طبقہ کے خلاف تلوار لے کر نکلا ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوْفِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَسْتُخِلَفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ لَا قَاتِلَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ



مَنْعُونِي عِنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ لَقَاتَلْتَهُمْ عَلَى مَنَعِهَا  
 قَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا رَأَيْتُ أَنَّ اللَّهَ صَدَرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ  
 فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ (مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ۔ بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرمؐ کے انتقال کے بعد جناب ابو بکرؓ  
 خلیفہ بنے تو عرب میں کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا جب خلیفہ اول نے  
 ان کے خلاف قتال کا ارادہ کیا تو جناب عمر بن خطابؓ کہنے لگے کہ آپ ان لوگوں کے  
 خلاف کس طرح قتال کر سکتے ہیں؟ جبکہ نبی اکرمؐ نے فقط یہ فرمایا تھا کہ مجھے ایک اللہ نہ  
 ماننے والوں کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا تو اس  
 کے مال و جان محفوظ ہو گئے۔ اب اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ جواباً  
 حضرت ابو بکرؓ نے کہا اللہ کی قسم میں ان کے خلاف ضرور جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز  
 کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ جبکہ زکوٰۃ اللہ کا مال ہے۔ یہ جنگ اس وقت تک جاری  
 رہے گی جب تک وہ بھیڑ کا وہ بچہ میرے سپرد نہ کر دیں جو زکوٰۃ کی صورت میں  
 نبی اکرمؐ کو ادا کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کی قسم اس کے بعد مجھے انشراح  
 صدر ہوا جس طرح حضرت ابو بکرؓ کو ان کے خلاف قتال کرنے کے بارے میں اطمینان  
 تھا۔ کیونکہ ابو بکرؓ یقینی طور پر حق پر تھے۔

اللہ کا دیا ہوا خرچ کرو سب کچھ اسی کا ہے

وَأَتَوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللَّهِ الَّذِي أَتٰكُمْ (نور ۳۳۔ پ ۱۸)

اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى (طہ ۶۔ پ ۱۶)

مالک ہے ان سب چیزوں کا جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو زمین و آسمان کے درمیان ہے اور جو مٹی کے نیچے ہے۔

### عزرائیل کے آنے سے پہلے خرچ کرو

وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ (المنافقون ۱۰۔ پ ۲۸)

اور تم اپنی موت سے قبل اللہ کی راہ میں اپنے رزق سے خرچ کرو اس وقت سے پہلے کہ تم میں سے کوئی کہے کہ کاش مجھے تھوڑی سی مہلت مل جاتی تو میں صدقہ کر لیتا اور صالح نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا۔

قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعُ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ۝ (ابراہیم ۳۱۔ پ ۱۳)

اے نبی، میرے جو بندے ایمان لائے ہیں ان سے کہہ دو کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے راہ خیر میں خرچ کریں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوست نوازی ہو سکے گی۔

### اخلاص نیت کے ساتھ

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ (بقرہ ۲۰۶۔ پ ۳)

دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔ اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

دین اسلام جبر و اکراہ کی تحریک نہیں وہ اپنے آپ کو منوانے کے لئے تشدد پسند نہیں کرتا البتہ تسلیمات کے دائرہ میں آجانے کے بعد انحراف و ناپسندگی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اس کی تعلیم یہ ہے کہ حقائق کو تسلیم کرنے کے بعد خلوص نیت کے ساتھ سمع و اطاعت کا رویہ اپنالو۔ دین نمود و نمائش، شہرت، ریا کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے للہیت اور رغبت و رضامندی کے جذبات کی حوصلہ افزائی کی فضا پیدا کرتے ہوئے وضاحت کرتا ہے کہ انسان کے سارے کردار کا انحصار جذبات و نظریات پر ہے اس کو نیت کا نام دیا گیا ہے۔ تاکہ لوگ جو کام بھی کریں وہ ایک دوسرے پر احسان اور برتری ثابت کرنے کے لئے نہیں بلکہ مالک حقیقی کی رضا کے لئے انجام دیں اس سے نیکی کرنے والے کا قلبی لگاؤ خالق حقیقی کے انعام و اکرام کی طرف ہوتا ہے۔ دوسری عبادات کی طرح زکوٰۃ و صدقات دیتے وقت بھی اخلاص نیت ضروری ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَىٰ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَرَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَىٰ مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ (بخاری، باب کیف کان بدا الوحي)

حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور آدمی کے لئے وہی ہے جسکی اس نے نیت کی، جس نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی اسکی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے وہ اس کو پالے گا اور جسکی کسی عورت کے لئے ہے کہ اس سے شادی کرے پس اس کی ہجرت اسکی طرف ہے جسکی طرف اس نے ہجرت کی۔

## بے پناہ اخلاص

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. (حشر ۹-۲۸)

جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لاتے ہوئے دارالہجرت میں مقیم تھے یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور بلکہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچائے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

انعام واکرام کا ذکر کرتے ہوئے اپنے نیک بندوں کے بارے میں سورۃ دھر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو منتیں پوری کرتے ہیں اور قیامت کے احتساب سے پناہ مانگتے ہیں اور اشتہا ہونے کے باوجود مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اس آرزو پر کہ ان کا رب ان سے راضی ہو جائے اور اس نیکی پر وہ کسی سے بدلے اور شکر گزاری کی تمنا نہیں رکھتے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا ۝ (الدھر ۸، ۹-۲۹)

وہ مال کی محبت کے باوجود مساکین، یتامی اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں (ان کے جذبات یہ ہیں) کہ ہم شکر یہ اور بدلے کی طلب میں نہیں بلکہ تمہیں اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں۔



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ

(البقرة ۲۶۷-۲۶۸)

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو

## اموالِ زکوٰۃ

### سونا، چاندی

سونا، چاندی (زیور، سونا چاندی کے برتن)

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (التوبہ ۳۴)

اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔

### زمین کی پیداوار

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ  
مُخْتَلِفًا أَكْلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ  
ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ  
الْمُسْرِفِينَ (الانعام ۱۴۱-۱۴۲)

وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغ اور تانگستان اور نخلستان پیدا کئے، کھیتیاں  
اگائیں جن سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں، زیتون اور انار کے درخت  
پیدا کئے جن کے پھل صورت میں مشابہ اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔ کھاؤ ان کی  
پیداوار جبکہ یہ پھلیں۔ اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور حد سے نہ گزرو کہ اللہ  
حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

## معدنیات

معدنیات (پٹرول، گیس، کوئلہ، اور دیگر زمین سے نکلنے والے خزانوں کی آمدنی پر سالانہ بچت پر زکوٰۃ ہوگی)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ - (البقرة ۲۶۷)

اے ایمان والو! جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے زمین سے تمہارے لئے نکالا ہے اس میں سے بہتر حصہ راہ خدا میں خرچ کرو۔

## جانور

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَلِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ (النحل ۵ تا ۷ پ ۱۴)

اس نے جانور پیدا کئے جن میں تمہارے لئے پوشاک بھی ہے اور خوراک بھی، اور طرح طرح کے دوسرے فائدے بھی۔ ان میں تمہارے لئے جمال ہے جبکہ صبح تم انہیں چرنے کے لئے بھیجتے ہو اور شام انہیں واپس لاتے ہو۔ وہ تمہارے لئے بوجھ ڈھو کر ایسے ایسے مقامات تک لے جاتے ہیں جہاں تم سخت جانفشانی کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے۔

## سونے چاندی کا نصاب

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ <sup>رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ</sup> أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ <sup>صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ</sup> قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْاقٍ مِنَ الْوَرَقِ صَدَقَةٌ

وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذُوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ (بخاری، باب زکوٰۃ الورق)

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ كُلِّ عِشْرِينَ دِينَارًا فَصَاعِدًا نِصْفَ دِينَارٍ وَمِنَ الْأَرْبَعِينَ دِينَارًا دِينَارًا (رواہ ابن ماجہ صحیح)

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں سے روایت ہے کہ نبیؐ ہر بیس دینار یا اس سے زیادہ پر نصف دینار (یعنی چالیسواں حصہ) زکوٰۃ لیتے تھے اور ہر چالیس دینار سے ایک دینار (یعنی چالیسواں حصہ)۔

اب علمائے پاکستان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہمارے ملکی اوزان کے مطابق ۲۰۰ اور ہم (چاندی) کا وزن ساڑھے باون تولہ اور ۲۰ دینار (سونا) کا وزن ساڑھے سات تولہ ہے اس لئے معلوم ہوا کہ سونے چاندی کے مالک ہر مسلمان کے لئے اس نصاب کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے نقدی کی زکوٰۃ کا نصاب گرام۔ جن چوپائے (جانوروں) کی زکوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء نے وصول کی ہے اور آج تک تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے، تین قسم کی ہیں۔

ساڑھے سات تولہ = 87 گرام 479 ملی گرام

چاندی ساڑھے باون تولہ = 612 گرام 35 ملی گرام

5 وسق کا وزن = 18 من 30 کلو تقریباً



## زیورات کی زکوٰۃ

زیورات سے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے علماء کے دو بنیادی دلائل ہیں ایک یہ کہ زیورات زیر استعمال رہنے والی اشیاء میں شامل ہیں دوسرا نبی محترمؐ نے زکوٰۃ کے بارے میں جو احکامات جاری کئے سونا چاندی کے علاوہ زیورات کی زکوٰۃ کا ان میں الگ ذکر نہیں پایا جاتا اس خیال کے باوجود اس نقطہ نظر کے حاملین ان احتیاطوں کو ضروری خیال کرتے ہیں۔

- ۱۔ روزمرہ کے استعمال زیورات کی بھی احتیاطاً ایک دفعہ زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔
- ۲۔ غیر معمولی اور کبھی کبھی پہنے جانے والے زیورات پر سالانہ زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔
- ۳۔ سرمایہ محفوظ کرنے کے لئے تاکہ بوقت ضرورت کام آئے نصاب سے زیادہ زیورات پر سالانہ زکوٰۃ لازم ہے۔

آپ کے درج ذیل ارشاد کی روشنی اور ان دلائل کے ہوتے ہوئے حنفی اور اہلحدیث علماء کی غالب ترین اکثریت کا فیصلہ ہے کہ زیورات کی زکوٰۃ فرض ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَةً آتَتْ النَّبِيَّ بِابْنَةٍ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَّتَانِ عَظِيمَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَتُعْطِينَ زَكْوَةَ هَذَا؟ قَالَتْ لَا، قَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللَّهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ سَوَارَيْنِ مِنَ النَّارِ فَخَلَعْتَهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ وَقَالَتْ هُمَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ - (ابوداؤد، باب الكنز ما هو وزكوٰۃ الحلی)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور ان کے باپ اپنے والد کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کے پاس ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ حاضر ہوئی اور بیٹی نے سونے کے بھاری کنگن پہن رکھے تھے۔ آپ اس کی والدہ سے پوچھتے ہیں کیا تم ان چوڑیوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ تو اس نے

عرض کیا نہیں، آپ فرماتے ہیں کیا تم پسند کرتی ہو کہ قیامت کے دن اس بچی کو آگ کی چوڑیاں پہنائی جائیں، یہ سنتے ہی بچی کی ماں نے بچی کے ہاتھوں سے چوڑیاں اتار کر صدقہ کر دیں۔

### نقدی کا نصاب

علماء اور اسلامی نظریاتی کونسل نے نقدی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم قرار دیا ہے۔ جس شخص کے پاس کاروبار، بنک، گھر میں سارا سال اتنا سرمایہ ہو وہ صاحب نصاب سمجھا جائے گا۔ اسے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

اونٹ، گائے، بکری

واضح رہے کہ زکوٰۃ میں بھینس گائے کی اور بھیڑ اور دنبہ بکری کی قسم شمار ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا نصاب اور زکوٰۃ وہی ہے جو گائے اور بکری کی ہے۔

تینوں قسم کے جانوروں کی زکوٰۃ کے جدول

اونٹ

۱ بکری	۵ سے ۹ تک
۲ بکریاں	۱۰ سے ۱۴ تک
۳ بکریاں	۱۵ سے ۱۹ تک
۴ بکریاں	۲۰ سے ۲۴ تک
ابنت مخاض سال کی اونٹنی	۲۵ سے ۳۵ تک
ابنت لبون دو سال کی اونٹنی	۳۶ سے ۴۵ تک
احقہ تین سال کی اونٹنی	۴۶ سے ۶۰ تک
اجذعہ چار سال کی اونٹنی	۶۱ سے ۷۵ تک

۲ بنت لبون

۷۶ سے ۹۰ تک

۲ حقہ

۹۱ سے ۱۲۰ تک

۱۲۰ کے بعد ہر دس کے بعد کل تعداد چالیس اور پچاس کے دو ہندسوں پر تقسیم ہو جاتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَإِنْ رَأَتْ عَلَى عَشْرِينَ وَمِائَةً فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةً. (مشکوٰۃ، باب ما يجب منه الزکوٰۃ)

یعنی اگر اونٹ ۱۲۰ سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس میں بنت لبون اور ہر ۵۰ میں حقہ ہے۔

گائے کی زکوٰۃ

اتبیع یا تبعیہ اس سال کا بچہ نریا مادہ

۳۰ سے ۳۹ تک

اسن یا سنہ ۲ سال کا نریا مادہ جس کے دو دانت دوبارہ آگ چکے ہوں

۴۰ سے ۵۹ تک

اسنہ اور ایک تبعیہ نریا مادہ

۶۰ سے ۷۰ تک

اس کے بعد ہر دس کے اضافہ سے کل مال ۳۰ اور ۴۰ کے دو ہندسوں پر تقسیم ہو جاتا ہے مثلاً ۷۰ پر ۱۰ زیادہ کئے تو ۸۰ ہو گئے یہ ۲ دفعہ ۴۰ پر تقسیم ہو جاتا ہے اس لئے اس میں ۲ منے زکوٰۃ ہوگی ۸۰ پر ۱۰ زیادہ کئے تو ۹۰ ہو گئے یہ عدد ۳۰ پر ۳ دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔ اس میں زکوٰۃ ۳ تبعیہ دینا ہوگی۔ ۹۰ پر ۱۰ بڑھائے تو ۱۰۰ ہو گئے یہ ۳۰ پر دو دفعہ اور ۴۰ پر ایک دفعہ تقسیم ہوتا ہے اس میں دو تبعیہ اور ایک سنہ دینا پڑیگا۔

عَنْ مُعَاذٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْبَقْرِ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيْعًا أَوْ تَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسْنَةً (مشکوٰۃ، باب ما يجب فيه الزکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو اسے حکم دیا کہ وہ ہر ۳۰ گائیوں

میں ایک سال کا چھٹرا (زریامادہ) اور ہر ۴۰ میں دو سال کا چھٹرا (زریامادہ) زکوٰۃ وصول کرے۔

## بکریوں کی زکوٰۃ

بھیڑ بکری اور دنبہ یہ سب ایک قسم ہیں اس لئے یہ الگ الگ یا مل کر نصاب کو پہنچ جائیں تو ان کی زکوٰۃ مندرجہ ذیل طریقہ پر ادا کی جائے گی۔

۱ بکری	۴۰ سے ۱۲۰ تک
۲ بکریاں	۱۲۱ سے ۲۰۰ تک
۳ بکریاں	۲۰۱ سے ۳۰۰ تک

اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری زکوٰۃ واجب ہوگی ۳۰۰ سے لے کر ۳۹۹ تک ۳ بکریاں جب ۴۰۰ پوری ہوگی تب ۴ بکریاں دینی پڑیں گی اسی طرح ۵۰۰ پوری ہونے پر ۵ اور ۶۰۰ پوری ہونے پر ۶ بکریاں دینا ہوں گی اسی ترتیب کے ساتھ۔ ۴۰ سے کم بکریوں پر زکوٰۃ واجب نہیں اگر مالک دینا چاہے تو دے سکتا ہے مگر اس کا یہ نقلی صدقہ ہوگا۔ فرض زکوٰۃ نہیں ہوگی۔  
نوٹ: گنتے وقت بکریوں میں ان کے بچے بھی شمار کیے جائیں گے مگر زکوٰۃ میں کوئی بچہ نہیں لیا جائے گا زکوٰۃ میں مسنہ بکری ہی لی جائے گی۔ اگر دنبہ اور بھینڑ کی قسم سے ہو تو جذعہ (اسال کی) بھی کفایت کر سکتی ہے۔

## سامان تجارت پر زکوٰۃ

عن سمرة بن جندب ان رسول الله ﷺ كان يامرنا ان نخرج الصدقة من الذي نعد للبيع. (ابو داؤد)

حضرت سمرة بن جندب بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم کا حکم تھا کہ ہم ہر اس چیز سے زکوٰۃ نکالیں جس کی ہم خرید و فروخت کرتے ہیں۔



## زکوٰۃ سے مستثنیٰ (Exemptional) اشیاء

شریعت نے دنیا دار حکمرانوں کی طرح اندھا دھند ٹیکس اور محصولات اکٹھا کرنے کی مہم نہیں چلائی۔ پسماندہ طبقات سے تعاون اور معاونت کی زور دار تحریک کے باوجود اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ زکوٰۃ کی صورت میں تعاون کرنے والے دولت مند حضرات اسکو عبادت، خیر خواہی اور اللہ تعالیٰ کے حضور تشکر کے جذبہ سے پروان چڑھے۔ اس لئے زکوٰۃ کے احکامات کا نفاذ کرتے ہوئے فراخ دلانہ اور نہایت ہی منصفانہ انداز اختیار کیا گیا ہے تاکہ زکوٰۃ دینے والے ٹیکس یا تاوان سمجھ کر نہیں، عبادت اور احسان شناسی کے جذبے سے یہ ادا کریں۔ مراعات کا اعلان کرتے ہوئے دولت مند کی محنت سے حاصل کی ہوئی سہولیات کا نہ صرف تحفظ کیا گیا بلکہ انہیں کلیۃً زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ اس طرح وہ سال بھر کھلے ہاتھ اپنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد باقی ماندہ رقم سے صرف ڈھائی فیصد ادا کرتا ہے۔ تاکہ پیداواری اور کاروباری صلاحیتیں رکھنے والوں کے کام میں رکاوٹ یا ان پر ایسا بوجھ نہ ڈالا جائے جس سے ساری معیشت ہی بحران کا شکار اور چلتے ہوئے یونٹ بیمار اور لوگ کرپشن کے راستے تلاش نہ کریں۔ مخیر حضرات کی حوصلہ افزائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس تعاون کو اپنی ذات کے لئے قرضہ قرار دیتے ہوئے مال دار کو یقین دہانی کروائی کہ دنیا کی عارضی نعمتوں کے بدلے تمہیں دائمی آرام اور جنت کی نعمتوں سے نوازا جائیگا۔

۱۔ سال بھر جو کھا لیا پہن لیا اور خرچ کر لیا

۲۔ رہائشی مکان چاہے کتنا بڑا بنگلہ ہو اور پلاٹ جو گھر بنانے کے لئے ہو

۳۔ ذاتی استعمال کی سواریاں

۴۔ دکان بمعہ سامان ڈیکوریشن اور بارदानہ

۵۔ فیکٹری اسکار قبہ اور مشینری

۶۔ ڈیڈمنی اور لیا ہوا قرض

۷۔ کاروبار کرنے کے تمام وسائل، ٹرانسپورٹ، کراکری، ٹینٹ سروس اور لوڈر مشینری  
ٹیوب ویل، ٹریکٹر، ٹرالی، گندم مشین، کرایہ پر دیا ہوا مکان، بلڈنگ ان کی قیمت پر نہیں  
آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔

### زکوٰۃ کا دورانیہ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ  
حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ رَبِّهِ (راہ الترمذی باب لا زکوٰۃ علی المال المستفاد حتی یحول علیہ الحول)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جو مال حاصل ہونے کے بعد اپنے مالک کے پاس  
سال تک پڑا رہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

انسانی زندگی فکر و عمل کی تطہیر اور پاکیزگی کا ہی نام نہیں بلکہ اسے اپنی بقا و قیام کے لئے  
اور بھی بہت سی چیزیں درکار ہیں۔ اسلام عمل کا داعی ہے وہ نہایت ہی خوبصورت  
قابل عمل نظام کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اہل ثروت کو غربا کی  
ضروریات کی بجائے آوری کا حکم دیتے ہوئے اس بات کو ادھورا چھوڑ دے کہ مال دار  
جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ زکوٰۃ جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کا مال ہے اسکی تقسیم اگر  
ایچھے انداز سے نہ ہو سکے تو زکوٰۃ کے کروڑوں روپے ضائع ہونے کا اندیشہ اور دوسری  
طرف غربت میں اضافہ ناگزیر ٹھہرتا ہے۔ قرآن مجید نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا بار بار  
فقط حکم ہی نہیں دیا بلکہ اس کے مصارف کی ایک فہرست بھی بیان فرمائی تاکہ حق دار

محروم نہ رہ سکیں اور جن کے ذمے واجب الادا رقم ہے وہ پھر پھرا کر اپنوں کو ہی تقسیم نہ کرتے جائیں۔

### تقسیم کا شرعی طریقہ

اسلام سے قبل حاکموں، بادشاہوں اور سرداروں کا اصول یہ تھا کہ وہ لوگوں کی آمدنی سے دسواں حصہ وصول کرتے اور اپنی شان و شوکت اور عظمت و اقتدار پر خرچ کرتے اس طرح غریبوں، کسانوں اور مزدوروں کی کمائی حاکموں کی ذات، خاندان اور ان کے لئے تلووں پر خرچ ہو جاتی۔ اسلام نے انکی اجارہ داری کو دو طرح ختم کیا ایک تو دس فیصد کی بجائے زکوٰۃ کی صورت میں چالیسواں حصہ مقرر کرتے ہوئے اس کو صرف غرباء اور مساکین کا حق قرار دیا۔ اور اس میں امیروں کے لئے ایک پیسہ کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ پھر اس میں یہ اصلاح بھی فرمائی کہ علاقے کی زکوٰۃ کے حق دار پہلے وہاں کے رہنے والے غریبوں اور مستحقین کو ٹھہرایا۔ آپ نے حضرت معاذ کو یمن کا عامل بنایا تو یہی حکم دیا تھا کہ وہاں کے اغنیاء سے زکوٰۃ وصول کر کے انہیں کے غرباء میں تقسیم کر دینا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مَعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُوْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ (رواه البخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ بنی اکرم نے حضرت معاذ کو یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا لوگوں کو بتانا کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقراء کو دی جائے گی۔

حضرت عمرؓ نے اپنی وصیت میں یہ بات بھی فرمائی تھی کہ دیہاتیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا انکے دوہتمندوں سے زکوٰۃ لے کر انہیں کے مساکین میں تقسیم کرنا۔

اگر علاقے سے زکوٰۃ زائد ہو یا ایک علاقے کے لوگوں سے دوسری جگہ کے لوگ زیادہ مستحق ہوں یا کوئی دینی، رفاہی ادارہ اور مستحق رشتہ دار دور ہوں تو زکوٰۃ کا کچھ حصہ وہاں خرچ کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ لیکن علاقے کے دینی اداروں، غرباء اور حقداروں کا حق ہر صورت فائق رہے گا۔ انکو محروم کر کے ساری زکوٰۃ دوسری جگہ منتقل کرنا اللہ کے رسول کی واضح نافرمانی ہے۔ اموی دور میں حضرت عمرؓ ان کو زکوٰۃ کی وصولی کیلئے بھیجا گیا تو واپسی پر ان سے مال کا سوال کیا گیا تو انہوں نے خلیفہ وقت کو اس طرح جواب دیا۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ اسْتُعْمِلَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ اَيْنَ الْمَالُ؟ قَالَ وَلِلْمَالِ اَرْسَلْتَنِي؟ اَخَذْنَاهُ مِنْ حَيْثُ كُنَّا نَاخُذُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوَضَعْنَاهُ حَيْثُ كُنَّا نَضَعُهُ (باب الصدقة ابن ماجه)

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ انہیں زکوٰۃ کا تحصیل دار مقرر کیا گیا جب وہ واپس تشریف لائے تو ان سے پوچھا گیا مال کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کیا آپ نے مجھے مال لانے کے لئے بھیجا تھا؟ ہم وہیں سے مال لیتے ہیں جہاں سے عہد رسالت میں لیا کرتے تھے اور وہیں بانٹ دیتے ہیں جہاں عہد رسالت میں بانٹ دیا کرتے تھے۔ لہذا میں نے تقسیم کر دیا ہے۔

## مصارفِ زکوٰۃ کی فہرست

إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوْلَّفَةَ قُلُوبِهِمْ  
وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرَمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةٌ مِّنْ  
اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (توبہ ۶۰-۱۰ پ ۱۰)

یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو  
صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لئے جن کی تالیفِ قلب مطلوب ہو۔ نیز یہ  
گردنوں کے چھڑانے اور قرضداروں کی مدد کرنے میں اور راہِ خدا میں اور مسافر  
نوازی میں استعمال کرنے کے لئے ہیں۔ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ  
سب کچھ جاننے والا ہے اور ہر طرح کا علم اور حکمت رکھنے والا ہے۔

1- فقراء:

جو لوگ بیماری، مصیبت یا محنت و مشقت کے باوجود اپنی بنیادی ضروریات پوری نہ  
کرنے کی وجہ سے مانگنے پر مجبور ہوں۔

2- مساکین:

ایسے حاجت مند افراد جو گردشِ ایام کا شکار ہیں مگر طبعی اور خاندانی شرم و حیا کی وجہ سے  
کسی کے سامنے دست دراز کرنے کی جرات نہیں رکھتے جب کہ عام آدمی انہیں  
بے نیاز اور خود کفیل سمجھتا ہے۔

3- عاملین:

جو لوگ زکوٰۃ و صدقات اکٹھا کرنے کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہوں۔ بے شک وہ  
ضرورت مند نہ ہوں گویا کہ محکمہ زکوٰۃ کے عملے کے لوگوں کو تنخواہیں اور مراعات دی جاسکتی ہیں



#### 4- تالیف قلب:

زکوٰۃ کسی غیر مسلم کو دینی جائز نہیں سوائے ایسا آدمی کہ جس کے بارے میں توقع ہو کہ یہ اسلام قبول کر لے گا یا کافر ہونے کے باوجود مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے والا ہو۔

#### 5- غلام کی آزادی:

اسلام بنیادی طور پر غلامی کے سخت خلاف ہے اس کا نقطہ نظر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو آزاد پیدا کیا ہے۔ عقیدہ توحید آزادی کا علمبردار ہے اس لئے اسلام کی کوشش ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی غلامی کے علاوہ لوگوں کو ہر قسم کی غلامی سے آزاد کر دیا جائے اسکے لئے کئی گناہوں کا کفارہ غلام کی آزادی قرار پایا اور زکوٰۃ کی صورت میں اسکے لئے مستقل فنڈ قائم کر دیا گیا تاکہ آزادی کی تحریک کا تسلسل قائم رکھا جاسکے۔

#### 6- ابن سبیل:

سفر کے بندے سے مراد مسافر ہے۔ سفر ذاتی، دینی، تجارتی یا ملی معاملات کے لئے ہو۔ آپ نے سفر کو مشکل امور میں شمار کیا ہے۔ مالی، جانی حادثے کی وجہ سے مسافر حاجت مند ہو تو اس پر زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے چاہے وہ اپنے گھر میں صاحب مال ہی کیوں نہ ہو کیونکہ وہ غریب الوطن اور گھر کی سہولیات سے محروم ہے شریعت نے اس کی عارضی مشکل کا بھی حل پیش فرمایا۔

#### 7- قرض سے نجات:

آدمی مالی طور پر زیر بار ہونے کی وجہ سے اکثر اےصابی دباؤ کا شکار رہتا ہے۔ ایک حساس اور شریف النفس انسان اس بوجھ کو بسا اوقات اس شدت کے ساتھ محسوس کرتا ہے کہ وہ جسمانی طور پر بھی کئی عوارض کا شکار ہو جاتا ہے۔ قرض وہ مصیبت ہے جس

سے فرد ہی نہیں قومیں بھی دوسروں کی غلام ہو جاتی ہیں۔ بظاہر وہ ایک آزاد ملک کے باشندے ہوتے ہیں لیکن ان کی کوئی پالیسی اور اٹھنے والا قدم آزاد نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے نبی کریمؐ ہمیشہ قرض سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ قرآن مجید میں پسماندہ طبقے کو قرض سے نجات دلانے کے لئے زکوٰۃ کی آٹھ مدتوں میں سے ایک مد مخصوص فرمائی تاکہ قرض کے بارگراں سے خلاصی پاسکیں۔ بعض اہل علم نے یہ شرط لگائی ہے کہ ایسے قرض دار پر زکوٰۃ جائز ہوگی جو عیاشی اور فضول خرچیوں کی وجہ سے زیر بار نہ ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مقروض کے کردار کا جائزہ لینا ضروری ہے لیکن بسا اوقات ایسا ہوا کرتا ہے کہ آپ کسی آوارہ کردار شخص کو قرض کی غلامی سے نجات دلاوائیں تو وہ آپ کے ہمدردانہ کردار کی وجہ سے زندگی بھر کے لئے اپنا رویہ تبدیل کر لیتا ہے۔ اس لئے اہل ثروت کا فرض ہے کہ وہ مقروض فرد یا خاندان کو اپنی زکوٰۃ کے ذریعے نجات دلاوائیں۔

### 8- فی سبیل اللہ:

قرآن مجید میں اکثر مقامات میں فی سبیل اللہ کا لفظ قتال اور جہاد کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس بناء پر اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ زکوٰۃ فی سبیل اللہ کے حوالے سے صرف مجاہد اور اس کی جنگی ضروریات پر خرچ کی جاسکتی ہے مگر قرآن مجید نے جہاد فی سبیل اللہ کی اصطلاح کو ایک جامع معنوں میں استعمال کیا ہے۔ لہذا قتال کے متعلقات تک محدود کرنا دوسرے دینی امور کو عملاً صرف نظر کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے اہل علم کے بڑے طبقے کا خیال ہے کہ زکوٰۃ ہر اس کام پر خرچ ہو سکتی ہے جس سے دین کی بالادستی اور اشاعت مقصود ہو۔

## غیر مستحق حضرات

### والدین

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر اپنے حقوق کا تذکرہ کرتے ہوئے فورا بعد والدین کے حقوق کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق حقیقی جبکہ والدین اس کی خالقیت اور ربوبیت کا مظہر ہیں۔ اس لئے اولاد کا فرض ہے کہ وہ والدین کے قیام و طعام اور ہر قسم کے آرام کا خیال رکھے۔ نبی اکرمؐ کی خدمت میں ایک بوڑھا شخص اپنے جواں سال بیٹے کی شکایت کر رہا تھا۔ کہ اے اللہ کے نبی! ہم بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن یہ میرا بیٹا ہمارا اتنا بھی خیال نہیں رکھتا جتنا کہ ایک اچھا ہمسایہ دوسرے کا خیال کرتا ہے۔ آپ نے بوڑھے باپ کی اس تکلیف دہ حالت اور فریاد کو سنتے ہوئے اس کے بیٹے کو حکم دیا۔

أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ

تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔

زکوٰۃ کو مال کی میل کچیل قرار دیا گیا ہے اس لئے باحیا اور غیرت مند اولاد سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ ماں باپ اور دادی دادے کو اپنے جیسا کھلانے اور پہنانے کی بجائے اس پر زکوٰۃ خرچ کرے۔ یہ اولاد کی طرف سے انتہائی کمینگی، بد اخلاقی اور کج خوئی ہوگی اس وجہ سے امت کا اتفاق ہے کہ والدین پر زکوٰۃ خرچ نہیں کی جاسکتی۔

### اہل خانہ

شریعت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جس شخص کی کفالت شرعی طور پر کسی کے ذمے ہو اس پر زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں۔ ان میں بیوی، بچے اور غلام شامل ہیں۔ البتہ جب اولاد شادی شدہ ہو تو تنگ دستی کی صورت میں ان پر زکوٰۃ جائز ہے۔

کافر کو زکوٰۃ دینا اور اس سے لینا حرام ہے

نعمان بن زرعہ بنی تغلب کے علاقے کے گورنر تھے ان کو حکم ہوا کہ بنی تغلب سے جزیہ وصول کیا جائے۔ بنی تغلب کے عیسائیوں نے کہا ہم عرب اور معزز لوگ ہیں مرجائیں گے لیکن جزیہ نہیں دیں گے البتہ مسلمانوں کی طرح ہم زکوٰۃ دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے حضرت نعمانؓ نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ یہ جنگجو لوگ ہیں اگر آپ نے سختی کی تو یہ گھر بار چھوڑ کر ہمارے دشمنوں کے ساتھ مل جائیں گے۔ تب حضرت عمرؓ نے ان سے مذاکرات کے ذریعے طے کیا کہ آپ غیر مسلم ہیں اس لئے تم سے زکوٰۃ لینا اور دینا جائز نہیں اگر آپ جزیہ کو توہین سمجھتے ہیں تو زکوٰۃ سے دو گنی رقم سالانہ ادا کیا کریں۔ انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ یہ فیصلہ قبول کیا۔ آپ کے اس دانشمندانہ فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت ابن مسعودؓ نے کہا تھا کہ حضرت عمرؓ کو سیدھا رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے حضرت علیؓ کا فرمان تھا کہ حضرت عمرؓ پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت سایہ فلک رہتی ہے۔ حضرت عائشہؓ کا ارشاد تھا بنی تغلب کے ساتھ اس طرح کا فیصلہ کرنا حضرت عمرؓ کی بصیرت کا کمال ہے۔ (فقد الزکوٰۃ ملامہ قرضاوی)

آل رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرمؐ پر فریضہ نبوت کی ادائیگی کے سلسلہ میں صدقہ و زکوٰۃ اور ہر قسم کا معاوضہ ناجائز قرار دیا ہے۔ آپؐ کی زبان اطہر سے یہ اعلان کروایا گیا۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (شوری ۲۳۔ پ ۲۵)

میں تم سے رشتہ داری کے احترام و اکرام کے علاوہ کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتا۔

اس حوالے سے آپ نے اپنی آل پر بھی زکوٰۃ و صدقات کو حرام قرار دیا۔ مشہور واقعہ ہے ایک دفعہ آپ کے سامنے حضرت حسنؓ جو تقریباً سات سال کے تھے بیت المال کی کھجوروں میں سے ایک کھجور تناول کرنا شروع کی آپ کی نگاہ پاک حضرت حسنؓ پر پڑی تو فرمایا بیٹا! اسے تھوک دو۔ ہم پر زکوٰۃ و صدقات کا مال جائز نہیں۔ اسی اصول کے تحت آل رسولؐ پر صدقہ جائز نہیں۔ ان کے مرتبہ و مقام کی وجہ سے مخیر حضرات پر لازم ہے کہ وہ ان کا تعاون تحائف کی صورت میں کریں۔ اس طرح آل رسولؐ کا احترام برقرار رہے گا آل رسولؐ کو تحفہ دینے والے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عام لوگوں پر خرچ کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا۔

### زکوٰۃ اور ٹیکس میں آٹھ امتیازات

زکوٰۃ کو ٹیکس قرار دینے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو دین کے مزاج اور اسکی بنیادی تعلیمات سے ناواقف ہیں اور دوسرے زکوٰۃ سے جان چھڑانے کے لئے نت نئے بہانے تلاش کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ حالانکہ زکوٰۃ اور ٹیکس میں بہت نمایاں اور کھلا فرق پایا جاتا ہے۔ اس لئے ٹیکس کی ادائیگی سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔

1- زکوٰۃ دین کے پانچ بنیادی ارکان میں تیسرا رکن ہے۔ جو ہر حال اور ہر دور میں صاحب نصاب لوگوں پر ڈھائی فیصد کے حساب سے فرض رہتی ہے۔ جبکہ ٹیکس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ حالات کے پیش نظر اس میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔ اور حکومت کو ٹیکس معاف کرنے اور ٹیکس فری زون مقرر کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ زکوٰۃ معاف کر دینے یا اس میں کمی بیشی کا اختیار پیغمبر اسلام کو بھی حاصل نہیں۔ اور نہ ہی کسی ٹیکس کو زکوٰۃ کے متبادل قرار دیا جاسکتا ہے۔



2- زکوٰۃ مالی عبادت ہے اس میں دوسری عبادات کی طرح اخلاص نیت کا ہونا فرض ٹھہرایا گیا ہے۔ ٹیکس میں اخلاص نیت کی شرط موجود نہیں۔

3- زکوٰۃ صرف صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے اور یہ غیر مسلم سے لینی اور دینی جائز نہیں۔ ٹیکس میں مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان امتیاز نہیں پایا جاتا۔

4- حالات کے مطابق زکوٰۃ اپنے طور پر بھی ادا ہو سکتی ہے۔ ٹیکس متعلقہ محکمے اور اس کی مقرر کردہ برانچ کے بغیر ادا نہیں کیا جاسکتا۔

5- زکوٰۃ کے مصارف خدائی مقرر کردہ ہیں۔ ٹیکس حکومت جہاں چاہے خرچ کر سکتی ہے۔

6- زکوٰۃ مخلص مسلمان خوشی سے ادا کرتے ہیں انہیں اس کے بدلے گناہوں کی معافی کا یقین، دنیا میں لذت اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ٹیکس ایک بوجھ اور اس کی ادائیگی میں ناپسندیدگی کے جذبات غالب ہوتے ہیں۔

7- ٹیکس ہر چیز پر لگایا جاسکتا ہے لیکن زکوٰۃ سے جو چیزیں مستثنیٰ ہیں ان پر زکوٰۃ لگانا حرام ہے۔ خلیفہ وقت بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ مثلاً رہائشی مکان ذاتی استعمال کی سواریاں گھریلو سامان وغیرہ۔

8- زکوٰۃ کی شرح ہر علاقے، زمانے میں ایک ہی حساب سے ہے۔ ٹیکس علاقائی حالات اور حکمرانوں کے مزاج کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔

کیا زکوٰۃ کے علاوہ ٹیکس جائز ہے؟

قرآن مجید نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ذکر فرمائے ہیں اس لسٹ میں کمی بیشی کرنا کسی عالم دین اور حکومت کا اختیار نہیں جبکہ یہ حقیقت ہے کہ ان اخراجات کے علاوہ بے شمار ایسی ضروریات اور اخراجات ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے حکومت کو مزید سرمایہ کی

ضرورت ہے پھر تمدنی ترقی، انفرادی اور اجتماعی سہولیات، انتظامی امور کی وسعت کے لئے مزید ٹیکس لگائے بغیر چارہ کار نہیں۔ آج سے ایک صدی پہلے بجلی، سوئی گیس، منڈی سے دیہات تک پختہ سڑکیں اور گھر گھر پانی پہنچانے کا خیال نہیں کیا جا سکتا تھا اب ان سہولتوں کے بغیر شہروں میں زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جب عوام ان سہولتوں سے مستفید ہوں گے تو انہیں ان کا معاوضہ بھی ادا کرنا پڑے گا۔ ہاں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ یہ معاوضہ (BILLS) اتنے ہی ہونے چاہئیں جتنا صارفین ان چیزوں کا استعمال کرتے ہیں سیاسی بنیادوں پر بلا ضرورت محکمانہ بھرتی، افسروں کی عیاشی، چوروں سے عدم وصولی کا بوجھ عوام پر ڈالنا یہ پرلے درجے کا ظلم ہے اسلام ایسی معاشرت اور ان مظالم کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اگر سرکاری انتظامیہ کا معیار زندگی عوام کے رہن سہن سے ہم آہنگ ہو جائے، کسی منصوبے کے اخراجات پورے ہوتے ہی وہ ٹیکس ختم کر دیا جائے تو لوگ خوشی سے ٹیکس ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ بغیر وجہ حکومت کو ٹیکس لگانے کا کوئی اختیار نہیں۔ علمائے اسلام ایسے ٹیکسوں کی ہمیشہ مخالفت کرتے رہے ہیں۔ شام کے حکمران سلطان ظاہر بیبرس نے تاتاریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ٹیکس لگانے کا ارادہ کیا تو اس نے دمشق کے علماء سے فتویٰ طلب کیا، اکثر علماء نے مصلحت و ضرورت کے پیش نظر سلطان کو ٹیکس لگانے کی اجازت دے دی۔ اس وقت مشہور محدث امام نووی موجود نہیں تھے۔ بعد ازاں بادشاہ نے انہیں بلوایا اور فتویٰ پر دستخط کرنے کی درخواست کی۔ حضرت الامام نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ حاکم وقت نے انکار کی وجہ دریافت کی تو امام محترم نے فرمایا تم صرف فوجی افسر تھے اور تمہارے پاس کچھ نہیں تھا آج

تمہارے پاس ایک ہزار ذاتی غلام اور ہر غلام کے پاس درہم و دینار کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور پھر تم دو سو لونڈیوں کے مالک ہو ہر لونڈی زیورات سے لدی ہوئی ہے۔ یہ سارا مال پہلے سرکاری خزانے میں جمع کرواؤ اور اس کے بعد تمہیں عوام سے ٹیکس لینے کا حق پہنچتا ہے۔

## عشر

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أَكْلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝ (الانعام ۱۴۱-۱۴۲)

وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغ اور تانکستان اور نخلستان پیدا کئے، کھیتیاں اگائیں جن سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں، زیتون اور انار کے درخت پیدا کئے جن کے پھل صورت میں مشابہ اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔ کھاؤ ان کی پیداوار جبکہ یہ پھلیں۔ اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور حد سے نہ گزرو کہ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

عشر کا معنی ہے کسی چیز کا دسواں حصہ جس طرح سونا، چاندی، نقدی اور جانور میں زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح زمین کی پیداوار میں عشر کی صورت میں زکوٰۃ فرض قرار دی گئی لیکن عشر اور زکوٰۃ میں بنیادی فرق یہ ہے

۱۔ جس زمین کو نہر یا ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب کیا جائے اس فصل کا نصف عشر (بیسواں حصہ) غربا میں تقسیم کرنا ہوگا۔

۲۔ جو زمین بارش کے ذریعے سیراب ہو (بارانی) اس فصل کا عشر (دسواں حصہ) غریبا میں تقسیم کرنا ہوگا۔

۳۔ زکوٰۃ سال میں ایک دفعہ جب کہ عشر فصل اور باغات کے پھل پہ منحصر ہے۔ اگر باغ اور فصل سال میں دو مرتبہ ہوگی تو سال کی بجائے دو مرتبہ عشر ادا کرنا ہے۔  
۴۔ عشر میں زمین کا مالک ہونا ضروری نہیں۔

۵۔ جسکو زکوٰۃ دینا جائز ہے اسے عشر بھی جنس یا نقدی کی صورت میں ادا کیا جاسکتا ہے۔  
۶۔ سبزیات میں عشر کی بجائے انکی سالانہ آمدنی کی بچت پر زکوٰۃ ہوگی۔  
۷۔ شہد اور دیگر فصلوں پر بھی عشر ہوگا۔

### صدقۃ الفطر

فطر کا معنی ہے کھولنا کیونکہ اس صدقہ کو رمضان کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے اس لئے آپ نے اس کا نام صدقۃ الفطر قرار دیتے ہوئے اس کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ صدقۃ الفطر سے رمضان کی کوتاہیاں معاف ہونے کے ساتھ غریبا، اور مساکین کے خورد و نوش کا انتظام ہوتا ہے۔ اسلام کا تقاضا ہے کہ امراء، زندگی کے سفر میں غریبا، کو ساتھ لے کر چلیں بالخصوص خوشی کے موقع پر کمزور لوگوں کو یاد رکھنا دین کا مطالبہ ہے یہی عقیقہ اور صدقۃ الفطر کا فلسفہ ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ زَكَاةَ الْفِطْرِ طَهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللُّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطَعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ فَمَنْ آدَاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ وَمَنْ آدَاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ. (رواه احمد وابن ماجه، حسن)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا صدقہ فطر روزے دار

کو بے ہودگی اور فحش باتوں سے پاک کرنے اور محتاجوں کو کھانے کا انتظام کرنے کے لئے فرض کیا گیا ہے۔ جس نے نماز عید سے پہلے صدقہ فطرا دیا کیا اس کا صدقہ فطرا دیا ہو گیا اور جس نے نماز عید کے بعد دیا کیا اس کا صدقہ فطرا عام صدقہ شمار ہوگا۔ گویا کہ اس صدقہ سے روزوں کی کوتاہیوں کی تلافی نہ ہو سکے گی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرِ أَوْ اُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے تو رمضان کا صدقہ فطرا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔

عَنْ نَافِعٍ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ حَتَّىٰ إِنْ كَانَ لِيُعْطِيَ عَنِ بَنِي وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيهَا الَّذِينَ يَقْبَلُونَهَا وَكَانُوا يَعْطُونَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ. (بخاری)

حضرت نافعؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ گھر کے چھوٹے بڑے تمام افراد کی طرف سے صدقہ فطرا دیتے تھے حتیٰ کہ میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ ان لوگوں کو دیتے تھے جو مستحق ہوتے تھے اور عید الفطرا سے ایک یا دو دن پہلے دیتے تھے۔ آپ نے گھر کے ہر فرد چاہے اس نے کسی معذوری کی وجہ سے ایک روزہ بھی نہ رکھا ہو اس پر بھی صدقہ الفطرا کو واجب قرار دیا۔ اس لئے گھریلو ملازم اور چھوٹے بچوں کا صدقہ الفطرا بھی ایک صاع کے برابر دینا چاہئے۔ صاع کا وزن ڈھائی کلوگرام کے برابر لگایا گیا ہے۔



## زکوٰۃ کے فوائد

### 1- سالانہ حساب و کتاب کا اہتمام

اسلام بے خبری، بد نظمی اور دنیا سے عدم دلچسپی کا نام نہیں وہ تو باخبر رہنے منظم اور اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے معاملات سے گہری دلچسپی رکھنے کی تعلیم دیتا ہے یہ ذمہ داریاں دین کے حوالے سے ہوں یا دنیاوی امور کے متعلق شریعت کا مقصد یہ ہے کہ آنکھیں کھول کر اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتے ہوئے انہیں نبھانے کی کوشش کرو خاص کر کاروبار کا تقاضا ہے کہ اس پر پوری محنت اور توجہ مبذول کی جائے۔ سستی اور عدم دلچسپی سے خسارہ ہی نہیں اکثر اوقات اصل سرمایہ ہی ضائع ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ میں کاروباری حکمت یہ بھی ہے کہ مسلمان زکوٰۃ کے حوالے سے ہر سال حساب و کتاب کریں کہ انہیں انفرادی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر پتہ چل سکے کہ ان کی معیشت کس سطح پر قائم ہے۔ تاکہ سال میں انہیں کیا کھویا اور کیا پایا کا اندازہ ہو سکے۔

### 2- ارتکازِ دولت کا خاتمہ

نظام معیشت کو ناہمواری کے ناسور سے محفوظ رکھنے اور ارتکازِ دولت کے مستقل علاج کے لئے اسلامی قانون معیشت سے زیادہ کوئی نظام کامیاب نہیں ہو سکتا صدقہ و زکوٰۃ اور وراثت کی تقسیم سے تدریجاً جاگیرداری نظام کا خاتمہ، دولت کی منصفانہ تقسیم کا جامع اور مستقل نظام جاری کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ دولت چند لوگوں کے ہاتھوں جمع نہ ہو سکے اس نظام کے ذریعے غریب کو غریب تر ہونے سے بچایا جاسکے اس طرح غریب کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کا اہتمام کرتے ہوئے ارتکازِ دولت کا علاج کیا گیا ہے۔

### 3- تزکیہ اور برکات

نبوت کے بنیادی عناصر اور اجزاء میں اہم ترین ایک جز یہ ہے کہ ہر اعتبار سے فرد اور معاشرے اور تمام شعبہ ہائے زندگی کا تزکیہ کیا جائے۔

معاشیات کا تزکیہ یہ ہے کہ اسے رزق حلال کے اصولوں پر استوار رکھتے ہوئے صدقہ و خیرات اور سال بھر کی جمع شدہ رقم میں باقاعدہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا التزام کیا جائے اس سے مال دار کا مال پاک اور معاشرے کو غربت سے نجات اور ضمیر کا تزکیہ اور دل کو تسکین اور لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور آدمی بخل اور دولت کے تکبر و غرور سے پاک ہو جاتا ہے۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝ (الضحیٰ پ ۳۰)

وہ نہایت پرہیزگار ہے جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے۔ اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔ وہ تو صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے کام کرتا ہے اور ضرور وہ اس سے خوش ہوگا۔

تزکیہ کے ساتھ ہی مال میں برکت پیدا ہوتی ہے کیونکہ لفظ زکوٰۃ کا معنی پاکیزگی اور اضافہ کے ہیں۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ - (مسلم باب الصدقة)  
حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔

### 4- غربت کا تدارک

دین دار طبقے کی اکثریت نے غربت کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سمجھ کر قبول کر رکھا ہے۔ اس کے برعکس سوچنا وہ خدائی تعلیم کے خلاف سمجھتے ہیں۔ جبکہ اسکے تدارک کی کوشش نہ کرنا

پر لے درجے کی جہالت اور غریب کو اس کے حال پر چھوڑ دینے کے مترادف ہے آپ نے غریب کو کلہاڑا خرید کر جنگل سے لکڑیاں لا کر شہر میں فروخت کرنے کا حکم دیا۔ گویا کہ غربت کے خلاف بھرپور طریقہ سے کوشش کر کے اپنے حالات کو بدلنے کی تلقین ہے۔ جو لوگ کوشش کے باوجود یا گردش ایام کی وجہ سے پسماندگی کا شکار ہوتے ہیں ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اسلام نے امیروں کی دولت میں ایک مخصوص حصہ مقرر کر کے اسکو غرباء کا حق قرار دیتے ہوئے اسکو اسلام کے بنیادی ارکان میں شمار کیا ہے۔

### 5- باہمی محبتوں کا فروغ

دکھی اور حاجت مندوں کے ساتھ بیٹھے بول ہی نہیں اسلام عملی ہمدردی کے لیے مستقل منصوبہ پیش کرتا ہے۔ بیٹھی گفتگو غریب کے لیے وقتی طور پر تسکین کا باعث تو ہے لیکن اس کی ضروریات اس سے پوری نہیں ہو سکتی اگر آپ وسائل ہوتے ہوئے بھی اس کی مدد نہیں کریں گے تو آپ کی پارسائی اسے زیادہ دیر متاثر نہیں رکھ سکتی۔ آہستہ آہستہ اسکا دل آپ سے دور ہوتا جائے گا۔ دلوں کی نفرت ہی باہمی رنجشوں اور معاشرے کی توڑ پھوڑ کا باعث ہوا کرتی ہے اس لیے آپ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کا پڑوسی بھوکا سویا رہے اور دوسرے نے علم اور وسائل ہوتے ہوئے اسے کھانا نہیں کھلایا تو اس کا اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں سمجھا جائے گا۔ اس اعتبار سے زکوٰۃ و صدقات باہمی محبتوں کے فروغ کا موثر ترین ذریعہ اور ہمدردی کا سرچشمہ ہے۔

### 6- مصائب سے نجات

صدقہ و خیرات کے بارے میں آپ کا ارشاد یہ ہے کہ اس سے مصائب و آلام سے نجات ملتی ہے۔ اس لیے کہ مخیر حضرات کے تعاون کی وجہ سے غریبوں، معذوریوں

بیماروں اور مجبور لوگوں کو مالی، جسمانی، روحانی اور دیگر مشکلات سے نجات ملتی ہے اسکے بدلے اللہ تعالیٰ مخیر لوگوں کی بھی مشکلات آسان فرمادیتے ہیں۔

مگر کئی صاحب ثروت حضرات اس ارشاد کی روشنی میں عام صدقہ و خیرات تو کرتے ہیں لیکن باقاعدہ حساب و کتاب سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے بلاشبہ انہیں عام صدقات کا فائدہ پہنچتا ہے لیکن فرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے وہ اللہ کے نافرمان اور اس کے حقیقی اور دائمی فضل و کرم سے محروم رہتے ہیں۔ جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکے نصیب میں ہونا چاہیے تھا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے عائد کردہ فرائض کے بعد ہی نقلی عبادات کا ثواب ملتا ہے اس لیے زکوٰۃ کی ادائیگی سے بے شمار مالی، روحانی اور جسمانی پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔

إِنَّ الصَّدَقَةَ لِتَطْفِي غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مِيتَةَ السَّوْءِ (باب فضل الصدقة، مشکوٰۃ)  
صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا اور بری موت سے بچاتا ہے۔

## 7- عملی شکر یہ

اللہ تعالیٰ انسان کو بے شمار نعمتوں اور ان گنت انعام و اکرام سے نوازتا ہے اس کا شکر انتہائی ضروری ہے جس طرح نعمتیں مختلف شکلوں میں ہیں اسی طرح ان کے شکرانہ کی مختلف صورتیں مقرر فرمائیں۔ جسم اور اس کی توانائی کا شکرانہ نماز روزے کی صورت میں جب کہ سیم و زر کے تشکر کے لئے قربانی، حج، اور زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ اپنے مال میں سے سال کے بعد ایک متعین حصہ اللہ کی رضا کے لیے نکالنا زکوٰۃ کہلاتا ہے اور یہ مال کا عملاً شکر یہ ادا کرنا ہے۔ جس کا انعام یہ ہے

لَا نْ شَكَرْتُمْ لَا زَيْدًا نَّكُمْ (ابراہیم ۷-۱۳)

اگر تم شکر کارویہ اپناؤ گے تو مزید عنایت پاؤ گے۔  
 زکوٰۃ کا معنی بھی اسی ارشاد کے تابع ہے کیونکہ لفظ زکوٰۃ کا معنی مال میں اضافہ اور دوسرا  
 مفہوم مال و جان میں تزکیہ کا ترجمان ہے۔

أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ عَلَيْكَ (باب النفقة، مسلم)

اے ابن آدم! تم دوسروں پر خرچ کرو تم پر بھی خرچ کیا جائے گا۔

### 8- خدائی انشورنس

طبع انسانی میں یہ بات ہمیشہ موجود رہتی ہے کہ اسے آنے والے کل کے لیے کچھ جمع  
 کرنا چاہیے۔ کیونکہ آج وہ صحت مند اور باروزگار ہے نا معلوم آنے والے وقت میں  
 اس کے ساتھ کیا حادثہ پیش آجائے اس فکر کی بنا پر آدمی کچھ نہ کچھ بچا کر رکھنے کا عادی  
 ہے تاکہ کل خود اور اس کے اہل و عیال مستفید ہو سکیں اس انشورنس کے لیے نیا میں  
 بے شمار سکیمیں جاری ہیں۔ مسلمان کا جب یہ عقیدہ ہے کہ یہ دنیا عارضی اور موت کے  
 بعد لامحدود زندگی کا آغاز ہونے والا ہے اور اس کا انحصار اعمال کے نتائج پر ہوگا۔ تو صحیح  
 فہم و فراست کا تقاضا ہے کہ آدمی اُس جہاں کے لیے ضرور اہتمام کرے جسکی کوئی انتہا  
 نہیں۔ اسی انشورنس کی بنیاد پر ہی اسے آخرت کی مراعات میسر ہوں گی گویا کہ صدقہ  
 و خیرات آدمی کے لیے خدائی انشورنس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس انشورنس کی گارنٹی  
 اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

### 9- امہ کا بیت المال

الزَّكْوَةُ قَنْطَرَةُ الْإِسْلَامِ (باب الزکوٰۃ، مشکوٰۃ)

زکوٰۃ اسلام کا خزانہ ہے۔



اسلام نے فرد کو ذاتی اور انفرادی آزادی دیتے ہوئے اجتماعی زندگی کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ انفرادی کوششیں کتنی ہی موثر اور ثمر آور ہوں وہ اجتماعی جدوجہد اور ان کے نتائج کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ انفرادی معاملات شخصی کاوش سے حل ہو سکتے ہیں لیکن اجتماعی مسائل کا حل فرد کے بس کا روگ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بالخصوص اجتماعی مالی مشکلات اگر ان کا حل اپنے اپنے انداز سے کرنے کی کوشش ہوگی تو نہ صرف مسائل پر قابو نہیں پایا جاسکے گا بلکہ اس صورت سے معاشرے میں گداگری میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

### بیت المال نہ ہونے کے اخلاقی اور معاشی نقصانات

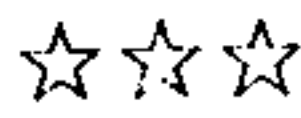
قرآن حکیم مقاصد زکوٰۃ بیان کرتے ہوئے فلسفہ زکوٰۃ بھی نمایاں کرتا ہے کہ یہاں اداء زکوٰۃ سے صاحب زکوٰۃ کا مال پاک ہوتا ہے وہاں اس کے نفس پر پڑنے والی آلائشوں یعنی بخیلی اور تنگ دلی کا صفایا اور رعونت و نخوت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

وَسَيَجَنَّبُهَا الْأَتَقَىٰ ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۝ (پ ۳۰، الیل ۱۷-۱۸)

اس متقی کو جہنم سے بچالیا جائے گا جس نے پاک ہونے کی خاطر اپنا مال خرچ کیا۔

انفرادی طور پر فریضہ زکوٰۃ ادا کرنے والے شخص میں زرکسیت اور اپنائیت کی وہ بیماریاں اور جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جو ختم ہونے کی بجائے بسا اوقات مزید بڑھ جاتے ہیں جس کو دیکھنے والا بڑی آسانی سے اندازہ کر سکتا ہے آج کتنے لوگ ہیں جو یہ تمنا اور خواہش رکھتے ہیں کہ لوگ ان کی چوکھٹ پہ حاضری دیں اور جب وہ خود کسی مجلس میں جائیں تو انکو وی۔ آئی۔ پی کا درجہ دیا جائے ان کے چہروں کے خطوط اس خواہش کی چغلی کھا رہے ہوتے ہیں اور ایسے لوگ مجبوروں اور جاہتمندوں کو اپنے درو دیوار کی بارہا دفعہ زیارت پر مجبور کرتے ہیں۔ اگر بیت المال قائم ہو جائے تو پھر

زکوٰۃ دینے اور لینے والے ان بیماریوں سے یکدم محفوظ و مامون ہو جائیں گے کیونکہ جو نہی یہ رقم بیت المال میں داخل اور اسلام کا خزانہ قرار پائے گی تو اس پر دولت مند کا حق نہیں ہوگا بلکہ غریب اور سائل ہی اس کا حقدار ٹھہرے گا جسکو پورے احترام و اکرام کے ساتھ بیت المال سے حق ملے گا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دینے والا ان نجاستوں اور لینے والا ان خباثوں سے بچ جائے تو پھر بیت المال کا قیام ناگزیر ہی نہیں بلکہ فرض اور لازم ہو جاتا ہے۔



- 1- بیت المال میں مال جمع ہونے کے بعد کسی کی اجارہ داری نہیں ہوگی۔
- 2- بیت المال میں صدقہ و زکوٰۃ جمع کروانے والا نرگیت اور انانیت سے محفوظ ہو جاتا ہے
- 3- زکوٰۃ جمع کروانے کے بعد نمود و نمائش سے بچنا آسان ہوتا ہے۔
- 4- مجبور اور معذور لوگ خیر حضرات کی کوٹھیوں کے طواف سے بچ جاتے ہیں۔
- 5- دینے والا اخلاقی نجاستوں سے پاک اور لینے والا ان خباثوں سے مامون رہے گا
- 6- بیت المال سے حق دار کو اس کا حق ملنا زیادہ آسان ہوا کرتا ہے۔
- 7- جس طرح نماز باجماعت کا ثواب زیادہ ہے اس طرح زکوٰۃ بیت المال میں جمع کروانے کا ثواب زیادہ ہے۔

## زکوٰۃ کے بارے میں غیر مسلموں کے تاثرات

تھامس آرنلڈ اپنی تصنیف دعوت اسلام میں لکھتے ہیں کہ نظام زکوٰۃ اسلام کا ایک دینی فریضہ ہے جو بڑی لطافت سے اسلامی معاشرے میں اخوت اور بھائی چارہ پیدا کرتا ہے، جس میں ہر رنگ و نسل کے مسلمان برابر ہیں اور ایک نیا مسلمان ہونے والا شخص اسلام قبول کرتے ہی وہی مرتبہ حاصل کر لیتا ہے جو ایک قدیم مسلمان کا حق ہے۔ بلاشبہ نظام زکوٰۃ ایک منفرد اور بے مثل نظام ہے۔

ایک اور مستشرق لیوڈروش کہتا ہے۔

اسلام دو عالمی اجتماعی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ اولاً ایک نظام اخوت قائم کر کے اجتماعیت تشکیل دیتا ہے۔ ثانیاً زکوٰۃ فرض قرار دے کر اغنیاء کے مال میں فقراء کا حق متعین کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اغنیاء نہ دیں تو حکومت زبردستی لے سکتی ہے۔ (علامہ قرضاوی) ایک مصنف کہتا ہے۔

زکوٰۃ ایک دینی اور لازمی ٹیکس ہے، ایک اجتماعی معاشی نظام ہے جس میں فقراء کی مدد ہوتی ہے اور مستقل طور پر ان کی دست گیری کی جاتی ہے۔ تاریخ انسانیت میں اسلام نے سب سے پہلے یہ انوکھا اور منفرد نظام وضع کیا ہے کہ ایک ٹیکس عائد کیا جو عملاً ارباب ثروت سے لیا جاتا ہے اور فقراء میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ایک اجتماعی دائرہ میں امت کی وحدت قائم ہو جاتی ہے جس سے اسلامی نظام ایک ایسی اساس پر قائم ہوتا ہے جس میں نفرت و حسد نہیں ہوتا۔

فرانسیسی مستشرق ماسیناں کہتا ہے

اسلام نے ابنائے معاشرہ کی کفالت کا اجتماعی اصول دے کر صحیح معنی میں نظام

مساوات قائم کیا ہے اور زکوٰۃ عائد کی ہے جسے ہر شخص بیت المال کو ادا کرتا ہے جس سے تمام بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے اور انفرادی ملکیت اور تجارتی سرمایہ کاری کی توثیق ہوتی ہے، ربا کا خاتمہ ہوتا ہے اور بالواسطہ ٹیکسوں سے نجات ملتی ہے اور اس طرح ایک ایسا معاشی نظام تشکیل پاتا ہے جو سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان ایک نظام عدل کی صورت میں ابھرتا ہے۔ (علامہ قرضاوی)

ایک اطالوی مصنفہ فاغلیری لکھتی ہے۔

تقریباً تمام مذاہب نے صدقات کی اخلاقی اور اجتماعی اہمیت واضح کی ہے لیکن یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے صدقات کے فضائل بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے حکماً اور عملاً نافذ کر دیا کہ ہر شخص اپنی ثروت اور دولت میں سے ایک حصہ فقراء محتاجین اور ضرورت مندوں کے لئے ادا کرے اور اپنے نفس کو بخل سے پاک کر کے الہی کفالت کے نظام میں شریک ہو جائے۔

### بعض مصلحین امت کی آراء

مستشرقین کے خیالات ذکر کرنے کے بعد اب ہم بعض مسلمان مصلحین کی آراء بھی ذکر کرتے ہیں، شاید ان کی آراء ہدایت اور مواعظت کا ذریعہ بن جائیں۔

علامہ سید رشید رضا فرماتے ہیں کہ اسلام فرضیت زکوٰۃ میں تمام مذاہب سے ممتاز ہے۔ اگر مسلمان نظام زکوٰۃ قائم کر لیں تو ان کے رزق میں برکت ہو اور مسلم معاشرے میں کوئی نادار مفلس نہ رہے۔ لیکن مسلمانوں نے خود اپنے اوپر زیادتی کی ہے کہ نظام زکوٰۃ کو معطل کر دیا ہے اور تمام اقوام عالم میں سیاسی اور مالی لحاظ سے پست ہو گئے اور حکومت بھی گئی اور عزت بھی ختم ہوئی اور مسلمان اپنی اولاد کی تربیت کے

لئے بھی غیروں کے محتاج ہو گئے اب ہم اپنے بچوں کو علم و تربیت کے حصول کے لئے عیسائی مشنری اسکولوں میں بھیجتے ہیں اور ان کے ملی روابط منقطع کر کے انہیں غیروں کا غلام بنا دیتے ہیں۔ ہمارے مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم ایسے سکول کھولیں، میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے پاس دین و عقل اور ہمت و غیرت نہیں ہے حالانکہ دوسری اقوام تو اپنی فہم و فراست سے اس نتیجہ پر پہنچیں کہ اجتماعی خیر کے لئے سب مل کر مصارف کریں جبکہ مسلمانوں کو خدا نے حکم دیا ہے لیکن مسلمان اسی ذلت پر راضی ہیں کہ غیروں ہی کے دست نگر بنے رہیں، اور خود اپنے آپ کو فراموش کئے رہیں تاکہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمتیں ان سے دور رکھے۔

اب داعیان اصلاح کا فریضہ یہ ہے کہ وہ حصول زکوٰۃ کی ایک تنظیم قائم کریں جسے اولاً اس تنظیم کے منسلکین ہی کی فلاح پر صرف کیا جائے اور اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ نظام اسلام کے از سر نو برپا کرنے کی مساعی پر صرف کرنا فی سبیل اللہ کے دائرے میں آتا ہے، اسی طرح دعوت اسلام اور اسلام پر بیرونی حملوں کی مدافعت بھی زکوٰۃ کا مصرف ہے۔

اسلام کی عظمت و تقدیس کی بحالی کے لئے ناگزیر ہے کہ نظام زکوٰۃ بحال کیا جائے اگر نظام زکوٰۃ قائم ہو جائے تو اسلام کو مزید قوت حاصل ہوگی اور مسلمانوں کو کافروں کی غلامی سے نجات دلائی جاسکے گی۔ (قرضادی)



## صدقہ و زکوٰۃ کی انفرادی برکات

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ  
وَالْأَرْضِ وَلَكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ٥ (الاعراف ۹۶-۹۷ پ ۹)

اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور  
زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے مگر انہوں نے جھٹلایا، لہذا ہم نے اس  
بری کمائی کے حساب سے انہیں پکڑ لیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ دوسرے مہاجرین کی طرح بے خانماں ہو کر مدینہ میں  
آئے تو مواخاتی بھائی کی پیشکش سے معذرت کرتے ہوئے انہوں نے کہا بس مجھے  
یہاں کے کاروباری حالات اور منڈی کی معلومات سے آگاہ کیا جائے۔ تب وہ خالی  
ہاتھ بازار گئے لیکن ایک زمانہ ایسا آیا کہ وہ ایک ایک مجلس میں لاکھوں روپے غرباء اور  
مساکین پر خرچ کئے دیتے تھے۔ اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوئے تو مکانات اور  
رقبہ جات کے علاوہ ان کے پاس ایک کروڑ کی نقدی موجود تھی۔ (التجارت فی الاسلام)

حضرت طلحہؓ کا واقعہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے۔ ایک شام مسجد نبویؐ میں ایک اجنبی نماز  
پڑھ رہا تھا آپؐ نے اس کے کھانے کا انتظام کرنا چاہا پہلے اپنے گھر پیغام بھیجا لیکن کھانے کی  
کوئی چیز موجود نہیں تھی پھر مجلس میں موجود لوگوں کی توجہ اس جانب دلائی تو حضرت طلحہؓ اس  
مہمان کو اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ گھر جا کر معلوم ہوا کھانا تو بمشکل انکے لیے ہی کافی ہوگا  
فوراً انکے دماغ میں ایک تجویز آئی جب دونوں نے کھانا شروع کیا تو حضرت طلحہؓ کی بیوی  
نے روشنی گل کر دی اس طرح مسافر نے کھانا سیر ہو کر کھایا اور حضرت طلحہؓ یوں چپا کے مار  
کر اسے یہ باور کرواتے رہے کہ وہ عرب کے دستور کے مطابق مہمان کیساتھ کھانا کھا رہے

ہیں اس اخلاص اور مسلسل جفاکشی اور اللہ کی راہ میں بے پناہ صدقہ و خیرات کی وجہ سے حضرت طلحہؓ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو مکہ، مدینہ، بصرہ اور کوفہ میں کئی مکانات کے مالک ہونے کیساتھ لاکھوں روپے ورثا کے لئے چھوڑ کر گئے۔ (قرضاوی)

### زکوٰۃ کے اجتماعی ثمرات

ایک وقت وہ تھا کہ جب غزوہ احد کے شہداء کو دفن کرنے کا وقت آیا تو ان کے مقدس اجسام ڈھانپنے کیلئے مسلمانوں کے پاس کفن کا کپڑا بھی موجود نہیں تھا۔ سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے پاؤں چھپاتے تو چہرہ کھل جاتا تھا۔ اس حالت میں آپؐ نے حکم دیا کہ پاؤں پر گھاس اور چہرے کفن سے ڈھانپ دیئے جائیں۔ غزوہ خندق کے وقت آپؐ اور آپکے صحابہ نے کمریں سیدھی رکھنے کیلئے پیٹوں پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ لیکن ایک وقت آیا کہ معاشی منصوبہ بندی، جہاد فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ و صدقات کی اجتماعی برکات کی وجہ سے مملکت اسلامیہ کا بیت المال مال کی کثرت کی وجہ سے تنگی داماں کی شکایت کر رہا تھا اور اب وہ بابرکت وقت آن پہنچا جب چاروں طرف سے سیم وزر، غلہ اور اناج کے قافلے مرکزی بیت المال مدینہ کی طرف صبح و شام پہنچ رہے تھے۔ بصرہ کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ دس لاکھ کی خطیر رقم لے کر مرکزی بیت المال کے سامنے کھڑے تھے تو حضرت عمرؓ نے خوشی اور تعجب کے ملے جلے جذبات سے استفسار کیا کہ ابو موسیٰ دس لاکھ کی گنتی جانتے ہو تو انہوں نے عرض کیا جناب امیر المؤمنین میں ابھی آپ کے سامنے یہ رقم شمار کر سکتا ہوں۔ فاروق اعظمؓ نے فرمایا اب تو ہر شخص کو وظیفہ لینے کا حق پہنچتا ہے پھر انہوں نے یہ الفاظ ادا فرمائے۔

وَاللّٰهُ لَئِنْ بَقِيَتْ لَيَاتِيْنِ الرَّاعِيْ بِجَبَلٍ صَنَعَاءَ حَظَّهُ مِنْ هٰذَا الْمَالِ

وَهُوَ مَكَانَهُ قَبْلَ أَنْ يَحْمَرَ وَجْهَهُ فَيَطْلُبُهُ. (كتاب الخراج، سيرت عمر)  
 بخدا اگر میں زندہ رہا تو بیت المال کے اس طرح دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ  
 ہر شخص کو وظیفہ کی رقم پہنچ جائے۔ حتیٰ کہ یمن کے پہاڑوں میں رہنے والے چرواہوں کو  
 بھی ان کے گھروں میں وظیفہ پہنچایا جائے گا۔ جنکے چہرے گلہ بانی کیوجہ سے سرخ ہو  
 چکے ہیں۔ (كتاب الخراج، سيرت عمر)

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ پھر واقعاً امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ نے ایسا کر  
 دکھایا۔ ایمان کی تازگی کے لئے صرف ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عمرؓ حسب معمول رات کے وقت گشت کر رہے ہیں اچانک ایک بچے کے  
 چلانے کی آواز آئی امیر محترم کے چلتے ہوئے قدم رک گئے۔ دروازے کو دستک  
 دے کر بچے کی ماں سے پوچھتے ہیں کہ یہ ننھا کیوں مسلسل روئے جا رہا ہے۔ بی بی  
 نے عرض کیا کہ میں اس کا قبل از وقت دودھ چھڑوانا چاہتی ہوں کیونکہ قانون کے  
 مطابق دودھ چھوڑنے سے پہلے اس کا وظیفہ نہیں لگ سکتا ہم غریب ہیں اس لئے  
 مجبوراً ایسا کر رہی ہوں۔ امیر المومنین نے استفسار کیا کہ اس کی عمر کتنی ہے۔ بچے  
 کی ماں عرض کرتی ہے کہ چند مہینے یہ سنتے ہی حضرت کی طبیعت پر عجیب اثر  
 ہوا۔ آپ نماز فجر میں اس قدر روئے کہ بار بار آپکی آواز دب جاتی تھی۔ سورج  
 نکلنے ہی ملک بھر میں یہ فرمان جاری کیا کہ اب کے بعد جو ننھی بچہ پیدا ہو اس کا وظیفہ  
 جاری کر دیا جائے۔ (ایام خلافت راشدہ، مولانا عبدالرؤف جہنڈاٹرنی، کتاب الاموال)

حضرت حسن بصریؒ کا بیان ہے کہ میں نے خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے ایک  
 خطبہ جمعہ میں اعلان کرتے ہوئے سنا کہ اے مستحق حضرات! سونا، چاندی اور درہم و دینار

کے کمرے میں جاؤ اور اپنا حصہ وصول کرو۔ پھر فرماتے ہیں کپڑوں اور پارچہ جات کے کمرے میں جا کر اپنے کپڑے بھی لیتے جانا اور اس کے بعد یہ بھی اعلان کیا کہ ہمارے پاس عطریات کا ذخیرہ ہے اس سے بھی اپنا حصہ وصول کرتے جاؤ۔ (الامۃ والسیارۃ، جلد اول واستیعاب جلد دوم)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے دور میں خیر و برکت کی فراوانی کا عالم یہ تھا کہ خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز نے مملکت اسلامیہ کے صوبہ جات کے ذمہ داران کو حکم جاری کیا کہ صحیح اور حقدار مقروض لوگوں کے قرضوں کی ادائیگی، غریب بچوں اور لڑکیوں کی شادیوں کے اخراجات کا فوری طور پر انتظام کر کے مرکز رپورٹ کی جائے۔ واپسی رپورٹس سے معلوم ہوا کہ اب بھی صوبائی بیت المال نقدی اور دوسرے سامان سے لبالب بھرے ہوئے ہیں۔

چس طرح ممکن ہوا؟



## دیانت و امانت اور بڑوں کے نقش قدم

قرآن و سنت کے فرامین تو اسی طرح ہیں اور قیامت تک رہیں گے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے نافذ کرنے والے مخلص، ایثار پیشہ اور دیانتدار افراد پر مشتمل انتظامیہ ہو اس کے بغیر ان نتائج اور برکات کا حصول ممکن نہیں کیونکہ عوام الناس بڑوں کے خیالات، کردار سے زیادہ متاثر ہوا کرتے ہیں۔ لوگوں کی نفسیات کا آپ نے اس طرح تجزیہ فرمایا تھا۔

النَّاسُ عَلَىٰ دِينِ مُلُوكِهِمْ

لوگ تو بڑوں کے نقش قدم پر چلا کرتے ہیں۔

دنیا میں دیانت و امانت کے بغیر کوئی نظام بھی پھل آور نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی ملک میں قرآن و سنت کا نفاذ عملاً کر دیا جائے لیکن اس کے چلانے والے نااہل اور بددیانت ہوں تو شرعی نظام کے فوائد و برکات بھی ناپید ہو جائیں گے۔ اس لئے قرآن و حدیث میں بار بار اتَّقُوا اللَّهَ کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خوف کے بغیر قانون الہی کا منشا پورا نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہر شعبہ زندگی کی طرح آپ زکوٰۃ کے لین دین میں بھی لوگوں کو نصیحت فرماتے کہ تقویٰ اختیار کرنا۔ آپ نے ہر اس حرکت سے منع فرمایا جس سے اس نظام کی روح کو ٹھیس پہنچتی ہو۔ زکوٰۃ دینے والے کو حکم تھا کہ عدم ادائیگی کے لئے بہانے تلاش نہ کئے جائیں اور وصول کرنے والوں کو ارشاد تھا کہ کسی قسم کی زیادتی نہ ہونے پائے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقَالَ يَا أَبَاوَلَيْدٍ اتَّقِ اللَّهَ لَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيرٍ تَعْمَلُهُ لَهُ

رُغَاءٌ أَوْ بَقْرَةٌ لَهَا خَوَارٌ أَوْ شَاةٌ لَهَا ثَفَاءٌ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ  
ذَلِكَ لَكُذِّبٌ؟ قَالَ: أَيُّ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ قَالَ فَوَالَّذِي بَعَثَكَ  
بِالْحَقِّ لَا أَعْمَلُ لَكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا (رواه الطبرانی)

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے انہیں زکوٰۃ وصول کرنے  
کے لئے مقرر کیا اور فرمایا اے ابوالولید! مال زکوٰۃ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے  
ڈرتے رہنا قیامت کے روز اس حال میں نہ آنا کہ تم اپنے کندھوں پر اونٹ اٹھائے  
ہوئے آؤ جو بلبلا رہا ہو یا اپنے کندھوں پر چوری کی ہوئی گائے اٹھائی ہوئی ہو جو ڈکار  
رہی ہو یا بکری اٹھا رکھی ہو جو میا رہی ہو اور پھر مجھے سفارش کے لئے کہو۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مال زکوٰۃ میں خرد برد کا یہ انجام  
ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (یہی  
انجام ہوگا) حضرت عبادہ بن صامتؓ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو  
حق کے ساتھ بھیجا میں کبھی بھی عامل کا منصب قبول نہیں کروں گا۔

افسران کا تحفہ لینا حرام قرار دیا گیا ہے

عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْأَسَدِ  
يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللَّتْبَةِ قَالَ عَمْرُو وَابْنُ أَبِي عَمْرٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ  
قَالَ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا لِي أَهْدَى لِي قَالَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمَنْبَرِ  
فَحَمِدَ اللَّهَ وَاثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: مَا بَالُ عَامِلٍ ابْعَثْتَهُ فَيَقُولُ هَذَا لَكُمْ  
وَهَذَا أَهْدَى لِي أَفَلَا قَعِدُ فِي بَيْتِ ابْنِهِ أَوْ فِي بَيْتِ أُمِّهِ حَتَّى يَنْظُرَ  
الْهَدْيَ إِلَيْهِ أَمْ لَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَنْالُ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْهَا

شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةٌ  
لَهَا خَوَارٌ أَوْ شَاةٌ تَعِيرٌ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا غُفْرَتِي إِبْطِيهِ ثُمَّ قَالَ  
اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ مَرَّتَيْنِ (المسلم، باب الزكوة)

حضرت ابو حمید ساعدیؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ اور حضرت ابن ابو عمر کہتے ہیں کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسد (قبیلہ) کے ایک شخص ابن تبیہ نامی کو زکوٰۃ وصول  
کرنے کے لئے مقرر فرمایا جب وہ شخص واپس آیا تو کہنے لگا یہ آپ کا حصہ ہے اور یہ  
میرا حصہ ہے جو مجھے بطور تحفہ دیا گیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ منبر پر تشریف لائے، اللہ  
تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا اس تحصیل دار کا کیسا کردار ہے جس کو میں نے زکوٰۃ  
وصول کرنے کے لئے بھیجا اور واپس آ کر کہتا ہے یہ تو آپ کا مال ہے اور یہ مجھے بطور  
تحفہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا پھر دیکھتے کہ اسے تحفہ ملتا  
ہے یا نہیں۔ تم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ تم میں سے جو  
شخص اس طرح سے کوئی مال لے گا یعنی تحفہ وغیرہ کے نام پر تو وہ قیامت کے دن اپنی  
گردن پر اٹھا کر لائے گا اونٹ بلبلا تا ہوگا۔ گائے ہوگی تو وہ چلاتی ہوگی، بکری ہوگی تو  
وہ ممیاتی ہوگی۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے حتیٰ کہ ہمیں آپ کی بغلوں  
کی سفیدی نظر آئی۔ آپ نے دو مرتبہ فرمایا ”یا اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔“

زکوٰۃ دینے والوں کو دیانت داری کا حکم

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ  
فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يَفْرَقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ  
خَشِيَةَ الصَّدَقَةِ (البخاری)

حضرت انسؓ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کے لئے فرض زکوٰۃ کا حکم لکھ کر دیا جو نبی اکرمؐ نے مقرر کی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ زکوٰۃ کے ڈر سے جدا جدا مال کو یک جا اور یک جا مال کو علیحدہ علیحدہ نہ کیا جائے۔

### اخلاص کے پیکر حضرات

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُصَدِّقًا فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمَّا جَمَعَ لِي مَالَهُ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ فِيهِ إِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ فَقُلْتُ لَهُ أَدَّ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا صَدَقْتِكَ فَقَالَ ذَاكَ مَالًا لَبِنَ فِيهِ وَلَا ظَهَرَ وَلَكِنْ هَذِهِ نَاقَةٌ فَتِيَّةٌ عَظِيمَةٌ سَمِيْنَةٌ فَخُذْهَا فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنَا بِأَخِيذٍ مَا لَمْ أُؤْمَرْ بِهِ وَهَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْكَ قَرِيبٌ فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَأْتِيَهُ فَتَعْرِضْ عَلَيْهِ مَا عَرَضْتَ عَلَيَّ فافْعَلْ فَإِنْ قَبِلَهُ مِنْكَ قَبَلْتَهُ وَإِنْ رَدَّهُ عَلَيْكَ رَدَدْتَهُ قَالَ فاعِلٌ فَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِي عَرَضَ عَلَيَّ حَتَّى قَدِمْنَا عَلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللَّهُ أَتَانِي رَسُولُكَ لِيَأْخُذَ مِنِّي صَدَقَةً مَالِي وَأَيُّمُ اللَّهُ مَا قَامَ فِي مَالِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا رَسُولُهُ قَطُّ قَبْلَهُ فَجَمَعْتُ لَهُ مَالِي فَرَعَمَ أَنَّ مَا عَلَيَّ فِيهِ ابْنَةُ مَخَاضٍ وَذَلِكَ مَالًا لَبِنَ فِيهِ وَلَا ظَهَرَ وَقَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِ نَاقَةٌ عَظِيمَةٌ فَتِيَّةٌ لِيَأْخُذَهَا فَأَبَى عَلَيَّ وَهَاهِي ذِهِ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ذَاكَ الَّذِي عَلَيْكَ فَإِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَيْرٍ أَجْرَكَ اللَّهُ فِيهِ وَقَبِلْنَا مِنْكَ فَقَالَ فَهَاهِي ذِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا فَخُذْهَا قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَبْضِهَا وَدَعَا لَهُ فِي مَالِهِ بِالْبِرْكَةِ ( ابو داؤد، باب جانوروں کی زکوٰۃ )

حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ مجھے نبیؐ نے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا میں ایک آدمی کے پاس پہنچا تو اس نے اپنا سارا مال میرے سامنے پیش کر دیا اس مال میں اس شخص کو ایک سال کی اونٹنی ادا کرنا تھی میں نے اس سے کہا کہ ایک سال کی بچی دے دو، اس نے کہا کہ وہ نہ دودھ دینے والی ہے اور نہ سواری کے قابل لہذا یہ اونٹنی جوان اور موٹی تازی لے لیجئے۔ میں نے کہا کہ میں تو نبیؐ کے حکم کے بغیر اسے نہیں لے سکتا ہاں البتہ نبیؐ تمہارے قریب ہی تشریف فرما ہیں۔ اگر آپ پسند کریں تو خود جا کر آپؐ کی خدمت میں اپنی اونٹنی پیش کرو جو میرے سامنے پیش کی ہے اگر آپؐ نے قبول فرما لی تو میں بھی اسے قبول کر لوں گا لیکن اگر آپؐ نے قبول نہ فرمائی تو میں بھی نہیں لے سکتا۔ لہذا وہ میرے ساتھ روانہ ہوا اونٹنی بھی ہمراہ لے لی۔ جب ہم نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس نے کہا اے اللہ کے رسولؐ آپ کا تحصیلدار میرے پاس صدقہ وصول کرنے کیسے آیا اور اللہ کی قسم یہ پہلا موقع ہے کہ آپؐ کا قاصد میرے پاس صدقہ لینے کے لئے آیا میں نے اپنا مال اس کے سامنے پیش کیا تو اس نے کہا ایک سال کی بچی دے دو حالانکہ وہ دودھ دے سکتی ہے نہ ہی سواری کے قابل ہے۔ میں نے کہا یہ اونٹنی جوان موٹی تازی ہے لے لیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا اب میں اونٹنی لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ اسے قبول فرمائیں آپؐ نے فرمایا: تم پر واجب تو اتنا ہی تھا لیکن اگر خوشی سے نیکی کرنا چاہتے ہو تو اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا اور ہم اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ اس نے اونٹنی پیش کی۔ چنانچہ آپؐ نے مجھے لینے کا حکم فرمایا اور اس کے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔



## دیانت دارا نظامیہ

رسول اکرمؐ ہر اعتبار سے امت کے لیے نمونہ قرار پائے آپؐ کی دیانت و امانت کے لوگ اس وقت بھی معترف تھے جب آپؐ نبوت کے تاج سے سرفراز نہیں ہوئے تھے اہل حجاز آپؐ کو الامین کے لقب سے یاد کرتے تھے آپؐ کی دیانت و امانت ہر دور میں مسلمہ رہی ہے آپؐ کی طبع صالحہ کو اللہ تعالیٰ نے اسقدر مستغنی اور دنیا سے بے نیاز فرمایا تھا کہ ایک دفعہ رات کا کافی حصہ بیت جانے کے باوجود آپؐ سو نہیں سکے حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ آقاؐ کی طبیعت تو ٹھیک ہے آپؐ نے فرمایا مجھے جسمانی نہیں روحانی کوفت محسوس ہو رہی ہے کیونکہ بیت المال کی کچھ چاندی گھر میں موجود ہے صبح کے انتظار میں ہوں تاکہ اسے تقسیم کر دیا جائے۔ حضرت ابو بکرؓ کا عالم یہ تھا موت کے وقت انہوں نے وصیت کی اب تک جو کچھ میں نے وظیفہ کثیت امیر بیت المال سے وصول کیا ہے اسے فوری طور پر ادا کر دیا جائے۔

حضرت عثمان فرمایا کرتے تھے

لَا أَسْتَجِلُّ أَمْوَالَ الْمُسْلِمِينَ لِنَفْسِي وَلَا لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَ لَقَدْ كُنْتُ  
أُعْطِي الْعَطِيَّةَ الْكَبِيرَةَ مِنْ صُلْبِ مَالِي (طبرانی)

میں مسلمانوں کے بیت المال سے کسی چیز کو اپنے اور کسی عزیز کے لئے جائز نہیں سمجھتا اگر میں نے کسی کو عطیہ دیا ہے تو ذاتی گروہ سے دیا ہے۔

حضرت علیؓ خلیفہ وقت ہیں ان کے پاس بیت المال کا شہد موجود ہے ان کے بڑے صاحبزادے حضرت حسنؓ کے ہاں کچھ مہمان آئے تو انہوں نے بیت المال کے نگران کو درخواست کی کہ مہمانوں کے لیے کچھ شہد مجھے دے دیا جائے جو تقسیم

عام کے وقت میرے حصے سے منہا کر لینا بیت المال کے انچارج نے شہد پیش کر دیا لیکن جب خلیفہ وقت کو معلوم ہوا تو انہوں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور حسن کو طلب کر کے سخت لہجے میں فرمایا کہ آپ کو یہ کس طرح جسارت ہوئی کہ تقسیم عام سے پہلے بیت المال کا شہدا اپنے استعمال میں لائیں میں حکم دیتا ہوں کہ فوری طور پر یہ شہد بیت المال میں جمع کروایا جائے جس پر اسی وقت عمل ہو اس طرح مہمان شہد سے محروم رہے۔ (ایام خلافت راشدہ، جھنڈاگری)

حضرت عمرؓ کے زمانے میں ملک فارس (ایران) کا دارالحکومت مدائن فتح ہوا فارس کے فرمانروا کسریٰ کی تلوار اور سونے کا کمر بند ایک مجاہد کے ہاتھ آیا جس کا کسی دوسرے کو علم نہیں تھا اس نے چپکے سے یہ بیش بہا قیمتی چیزیں فوج کے کمانڈر کی خدمت میں پیش کر دیں جب اس واقعہ کا امیر المومنین کو علم ہوا تو انہوں نے اس فوجی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا جس فوج کے جوان نے ایسی چیزیں بیت المال میں جمع کروائیں ہیں یقیناً وہ قوم دیانت و امانت کے اعلیٰ معیار پر قائم ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت علیؓ نے فرمایا تھا

إِنَّكَ عَفَفْتَ فَعَفَّتِ الرَّعِيَّةُ (کنز العمال ج ۴)

امیر المومنین آپ خود امانت و دیانت کے پیکر ہیں اس بناء پر آپ کے منصب دار اور رعایا بھی دیانت دار ہیں۔

## محنت و مشقت کی حوصلہ افزائی

انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کے لئے وہ محنت کرے گا۔ ایک دوسرے سے تعاون اور دولت مندوں کو صدقہ و زکوٰۃ کا حکم دینے کا یہ منشاء نہیں کہ مالی طور پر کمزور اور تنگ و دست افراد محنت و مشقت چھوڑ کر امیروں کی کوٹھیوں کا طواف اور صدقہ و خیرات کرنیوالوں کا منہ تکتے رہیں۔ اگر اسلام خیرات و صدقات کی تحریک تک ہی اپنی توجہ مرکوز رکھتا تو لامحالہ معاشرے میں سستی اور گداگری کو رواج ملتا لوگ محنت کرنے کی بجائے مانگنے کو ترجیح دیتے۔ آپؐ نے اگر ایک دوسرے سے معاونت کا حکم دیا ہے تو دوسری طرف بھیک مانگنے کو انتہائی ذلت قرار دیا۔ فرمان ہے

الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى (مسلم، باب المنفقة)

اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

جو شخص شرعی اجازت کے بغیر دوسروں سے مانگتا ہے وہ سرکاری افسران کی فرمائش، علماء، گدی نشینوں کی ترغیبات ہو یا غریب کی حرص و ہوس۔ قیامت کے دن ایسے شخص کے چہرے کو اس طرح خوفناک صورت میں لوگوں کے سامنے لایا جائے گا کہ لوگ فوراً پہچان لیں گے کہ یہ وہ کمینہ انسان ہے جو استغناء کی بجائے اپنے عیش و آرام اور معیار زندگی کے لئے لوگوں سے مانگا کرتا تھا۔

اس لئے آپؐ نے ہر حال میں محنت کش آدمی کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ جب کبھی آپ کے پاس کوئی سائل حاضر ہوتا تو آپ پوری طرح اس کی حالت اور سوال کا جائزہ لیتے اگر کوئی صحت مند سوال کرتا تو آپ اس کو کچھ دینے کی بجائے محنت مزدوری کا حکم دیتے جیسا کہ ایک شخص کو کلہاڑی خرید کر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچنے کا حکم دیا۔

پوری امت کو جفاکشی کا سبق دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے لئے صبح کے اوقات میں برکت رکھی گئی ہے اشارہ یہ تھا کہ لوگوں کو بلا وجہ صبح آرام کرنے کی بجائے اپنے اپنے کام کاج پر نکل جانا چاہئے۔

حضرت عمر تاجروں کو فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنے کاروبار پر خصوصی توجہ رکھیں ورنہ غیر مسلم منڈیوں پر غالب آ جائینگے۔ اس طرح مسلمان ان کے دست نگر ہو جائیں گے محنت اور جفاکشی کی حوصلہ افزائی اور اس ماحول کو پروان چڑھانے کے لئے آپ اور خلفائے راشدین ملازم ہونے کے باوجود اکثر کام اپنے ہاتھوں سے کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔

### خورد و نوش اور بود و باش میں سادگی

نبی محترم نے سادگی کو ایمان کی نشانی قرار دیا ہے۔ آپ محسن و جمال کے اعتبار سے بے مثال تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی کے آخری سالوں میں بے پناہ وسائل سے سرفراز فرمایا تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے سادگی اور قناعت کو اپنی زندگی کا شعار بنائے رکھا حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے انتقال کے بعد ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے ہمارے سامنے آپ کا تہبند نکالا جو انتہائی سادہ اور موٹے کپڑے سے بنا ہوا تھا اس کو دیکھ کر حضرت امین کہتی ہیں کہ میں نے اسکی قیمت کا اندازہ کیا جو پانچ درہم سے زیادہ نہیں تھا آج تو ہمارے غلام بھی اس قسم کا کپڑا پہننے سے انکار کرتے ہیں۔ (ایام خلافت راشدہ)

حضرت ابو بکرؓ نے اس قدر سادگی اختیار فرمائی کہ اپنی رحلت کے وقت وصیت فرماتے ہیں کہ مجھے پرانی چادروں میں دفنایا جائے کیونکہ زندہ نئے کپڑوں کے زیادہ حق دار ہیں

حضرت علیؑ نے ایک دفعہ اپنے غلام کیساتھ کپڑا خرید فرمایا غلام نے عرض کیا کہ آپ امیر المؤمنین ہیں اس لیے بہترین کپڑا آپ کے لیے ہونا چاہیے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں بوڑھا آدمی ہوں قیمتی لباس جو ان آدمی کو بھلا لگتا ہے۔ حضرت عمر کی سادگی تو مشہور زمانہ ہے انکی اس قدر سادگی دیکھ کر صحابہ کرام نے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؑ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے عرض کیا کہ امیر المؤمنین سے درخواست کی جائے کہ وہ عمدہ لباس زیب تن فرمایا کریں۔ جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے حضرت عمرؓ سے اس بارے میں گفتگو کرنے سے معذرت کی جب کہ حضرت علیؑ نے کہا کہ آپ لوگ حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ کے واسطے سے بات کریں۔ حضرت عائشہؓ اور آپ کی بیٹی حضرت حفصہؓ نے آپ سے اس طرح درخواست کی

وَفُودُ الْعَرَبِ وَالْعَجمِ يَرِدُونَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ هَذِهِ الْجُبَّةُ رَفَعْتَهُمَا  
إِثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَفَعَةً (ایام خلافت راشدہ)

آپ کے پاس عرب و عجم کے وفد آتے ہیں آپ اسی لباس میں ان سے ملاقات کرتے ہیں جس میں بارہ بارہ پیوند لگے ہوتے ہیں آپ کے منصب کا تقاضا ہے کہ آپ خوبصورت لباس پہنیں اور اچھی خوراک کھائیں۔

یہ سن کر امیر المؤمنین کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے طبیعت سنبھلی تو فرمایا آپ ام المؤمنین ہیں سرور گرامی کے کھانے اور رہن و سہن کے بارے میں آپ سے زیادہ کون جانتا ہے اس کے باوجود آپ مجھے دنیا کے عیش و آرام کا مشورہ دے رہی ہیں۔ یہ الفاظ اور منظر دیکھ کر امہات المؤمنین خود بھی آبدیدہ ہو گئیں۔ (احیاء العلوم، سیرت عمر جوزی)

رہن سہن اور کھانے پینے کے بارے میں سادگی کا اہتمام اس قدر تھا حضرت عمرؓ ایک



دسترخوان پر انواع و اقسام کے کھانے پسند نہیں کرتے تھے۔ بیت المقدس کے سفر کے دوران ایک عیسائی نواب نے انکی دعوت کرنا چاہی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھروں میں تصویروں کی بہتات ہوتی ہے میں ایسی جگہ بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ اس نے عرض کیا میں کھانا آپ کی خدمت میں لے آتا ہوں تب آپ نے فرمایا دیکھنا کھانا سادہ ہونا چاہئے مجھے مختلف کھانے پسند نہیں ہیں میں دسترخوان پر نوع و اقسام کے کھانے پسند نہیں کرتا۔ امیر المومنین کی سادگی نے پورے ملک بالخصوص انکی انتظامیہ کے ایک ایک فرد کو متاثر کر رکھا تھا۔ مدینہ سے کوسوں میل دور جمص کے گورنر کی سادگی کا یہ عالم تھا۔

عَمِيرٌ جِئْتَ تَمْشِي عَلَى رِجْلَيْكَ مَا كَانَ فِيهِمْ رَجُلٌ يَتَّبِعُ بِدَا بَه  
فَبَيْسَ الْمُسْلِمُونَ وَبَيْسَ الْمُعَاهِدُونَ۔ (کنز العمال، احیاء العلوم)

عمیر تم پیدل چل کر یہاں پہنچے ہو کیا جمص کے لوگ اخلاقی طور پر اتنے گرے ہوئے ہیں کہ انہوں نے آپکو سواری بھی نہیں دی؟ گورنر جمص، میرے پاس سب کچھ ہے۔ وضو کے لئے لوٹا، جائے نماز، ناشتہ دان اور مجھے کیا چاہئے۔ انکو دیکھ کر امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کاش! اس جیسے لوگ مجھے اور میسر آئیں۔

## وسائل کی منصفانہ تقسیم

زکوٰۃ بے شک نظام اسلام کا ایک اہم ترین رکن ہے۔ کوئی رکن کتنا مضبوط اور جامع کیوں نہ ہو وہ ہے تو ایک جز اور رکن ہی تھا اس کے نفاذ سے اسلام کے مکمل فوائد اس ایک رکن کے ذریعے حاصل نہیں کئے جاسکتے۔ جبکہ دین کے تمام اجزاء باہم جوڑے ہوئے اور مربوط ہیں۔ جب تک ایک پیچ کے طور پر اسلام کے ضابطوں کو نہیں اپنایا جائے گا۔ اس وقت تک ہمہ گیر نتائج کی توقع عبث سمجھی جائے گی۔ اسلام کے جامع فوائد حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ کے نفاذ کے ساتھ دیانت، محنت، سادگی اور وسائل کا منصفانہ تقسیم کا طریق کار اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک اسلام کی برکات کا ہمہ جہت نزول ممکن نہیں۔ اس لئے کتاب و سنت کی روشنی میں خلفائے راشدین نے وسائل کی منصفانہ تقسیم کا طریقہ کار اپنایا۔

ایک بار حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بحرین میں حضرت طلحہؓ کو ایک جاگیر دینے کا فرمان جاری کرتے ہوئے کہا کہ اس پر فلاں فلاں شخصیات کے ساتھ حضرت عمرؓ سے بھی تائید کروائی جائے۔ حضرت طلحہؓ دوسروں سے دستخط کروانے کے بعد حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے تائید کرنے سے انکار کر دیا۔

اعِنْدَاكَلِه لَكَ ذُوْنَ النَّاسِ

کیا لوگوں کو محروم کر کے یہ جاگیر صرف آپ کو مل جائے۔

حضرت طلحہؓ نخصہ میں بھرے ہوئے امیر المؤمنین حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں جا کر کہتے ہیں کہ خلیفہ آپؓ ہیں یا عمرؓ تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا انشاء اللہ میرے بعد وہی خلیفہ ہوں گے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو منافع کی خطیر رقم سے محروم کر دیا۔ ہوا یوں حضرت  
 عبداللہ ابن عمرؓ نے جلوہ کی جنگ میں شرکت کے بعد دوسرے تاجروں کی طرح  
 مال غنیمت سے چالیس ہزار درہم کی بکریاں خریدیں۔ حضرت عمرؓ کو شک ہوا کہ  
 سعد بن ابی وقاص نے میرا بیٹا سمجھ کر یہ مال ستے داموں دے دیا ہے۔ اپنے بیٹے عبداللہ  
 کو حکم دیا کہ ان بکریوں کو فروخت کر کے اسی ہزار روپے رکھ کر باقی رقم سعد بن ابی  
 وقاصؓ کو بھجوائی جائے تاکہ اس کو شہداء کے ورثاء میں تقسیم کر دیں۔ (کتاب الاموال)

حضرت عمرؓ کو عوام الناس بالخصوص غرباء کا اس قدر خیال تھا کہ جب ملک میں قحط سالی کا  
 سماں پیدا ہوا تو انہوں نے سرکاری چراگاہ کے انچارج حضرت ہنیؓ سے کہا ہنی مجھے  
 غریب لوگوں کا بڑا خیال آتا ہے اس لئے ان کی بھیڑ بکریوں کو سرکاری چراگاہوں میں  
 چرنے کی عام رخصت دیجئے جبکہ حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ اور ان  
 جیسے مال دار لوگوں کی پرواہ نہ کرواگر ان کے جانور ہلاک بھی ہو گئے تو یہ لوگ اپنے  
 دوسرے وسائل پر گزارا کر سکتے ہیں۔ (کتاب الخراج)

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ  
وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ  
(البقرة ۲۷۶-۲۷۷)

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں  
اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے گناہ گار کو پسند نہیں کرتے۔

## تحریک صدقہ و خیرات اور اسکے دنیاوی، اخروی ثمرات

رب کریم اور اسکے رسولؐ نے زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ و خیرات کا اتنی بار حکم فرمایا ہے کہ جس کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ یہاں صرف چند ارشادات کا ذکر کرنا چاہوں گا تا کہ زکوٰۃ کے ساتھ یہ بات پوری اہمیت اور وضاحت کے ساتھ سامنے آئے کہ صدقہ و خیرات کی تحریک پر کس قدر زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا منشا یہ ہے کہ یہ مہم رات دن، عسر و یسر، خفیہ اور اعلانیہ جاری رہنی چاہئے۔ اس لئے اس کے دنیاوی اور اخروی فوائد کا تذکرہ بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ  
أَثِيمٍ (البقرة ۲۷۶-۲۷۷ پ ۳)

اللہ سود کو ختم کرتا ہے اور صدقات کو نشونما دیتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بد عمل انسان کو پسند نہیں کرتا۔

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ  
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرة ۲۷۴-۲۷۵ پ ۳)

جو لوگ اپنے مال شب و روز کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں انکا اجر انکے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی خوف و رنج کا مقام نہیں۔

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظُمِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ  
عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (آل عمران ۱۳۴-۱۳۵ پ ۳)

وہ لوگ جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بد حال ہوں یا خوشحال، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَى الْغَنِيَاءِ فِي أَمْوَالِهِمْ مَا يَكْفِي الْفُقَرَاءَ فَإِنْ  
جَاعُوا وَعَرَوْا أَوْ جُهِدَ افْتِمْنَعِ الْغَنِيَاءُ وَحَقُّ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى أَنْ  
يُحَاسِبَهُمْ وَيُعَذِّبَهُمْ (كتاب الاموال)

اللہ تعالیٰ نے مالداروں کی دولت میں اس قدر زکوٰۃ و صدقات کا حصہ رکھ دیا ہے جس سے فقراء اور مساکین کی بنیادی ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں اگر دولت مندوں کی عدم توجہ سے مسلمان بھوکے اور ننگے رہ جائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سخت عذاب اور احتساب ہوگا۔

### حقیقی نیکی

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ  
أَمَّنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى  
حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي  
الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ (البقرة ۱۷۷ پ ۲)

اصل نیکی اور بھلائی کا معیار یہ نہیں ہے کہ عبادت کے وقت تم مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف بلکہ اصل نیکی یہ ہے جو ایمان لائے اللہ، آخرت، ملائکہ، اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر اور جنہوں نے مال کی محبت کے باوجود اس کو خرچ کیا قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور غلاموں کو آزادی دلانے پر اور اچھی طرح نماز اور زکوٰۃ ادا کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا بَنِي آدَمَ  
انْفِقْ أَنْفِقْ عَلَيْكَ. (بخاری، باب خرچ کرنے کی فضیلت)



حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر بندے کو اللہ کا پیغام ہے کہ اے ابن آدم تو ضرورت مندوں پر خرچ کر میں اپنے خزانہ سے تجھ کو دیتا رہوں گا۔

### عورتوں کو خاص کر صدقہ کرنے کا حکم

عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ (باب الايمان مشكوة)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ میں خاص طور پر عورتوں کو مخاطب فرمایا کہ اے خواتین تم کو چاہئے کہ راہ خدا میں صدقہ کیا کرو اگرچہ تم کو اپنے زیورات میں سے دینا پڑے۔

### ہر حال میں صدقہ کرنے کا حکم

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ فليعمل بيديه فينفع نفسه ويتصدق قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ فليعين ذالْحَاجَةِ الْمَلْهُوفِ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْهُ قَالَ فليأمر بِالْخَيْرِ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فليمسك عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ. (البخارى، مسلم، باب الصدقة)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی آدمی کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے دست و بازو سے محنت کرے اور اس کمائی سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرتا جائے عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ نہ کر سکتا ہو تو پھر؟

آپ نے فرمایا کسی پریشان حال ضرورت مند کی مدد ہی کر دے یہ بھی ایک انداز کا صدقہ ہے، عرض کیا گیا کہ اگر وہ اس قابل بھی نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا تو اپنی زبان ہی سے لوگوں کو بھلائی اور نیکی کی توجہ دلائے عرض کیا گیا اگر اسکی بھی لیاقت یا ماحول نہ پائے؟ آپ فرماتے ہیں کہ کم از کم شر سے اپنے آپ کو روکے یعنی کسی کو تکلیف نہ پہنچائے یہ بھی اس کے لئے ایک طرح کا صدقہ ہے۔

### بے دریغ خرچ کرتے جاؤ

عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَلَا تُؤْعِي فَيُؤْعِي اللَّهُ عَلَيْكَ إِرْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ. (بخاری، مسلم، باب الصدقة)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم اللہ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں فراخ دلی سے خرچ کرتی رہو اور اس فکر میں نہ پڑو کہ میرے پاس کتنا ہے اور اس میں سے کتنا راہ خدا میں دوں اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کر کے دو گی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا۔ اور اگر بے حساب دو گی تو وہ بھی اپنی نعمتیں تم پر بے حساب نازل فرمائے گا اور دولت گن گن کر نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا۔ اس لئے خوب کشادہ دستی کا مظاہرہ کرتی رہو۔

## مال میں ہرگز کمی واقع نہیں ہوگی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ شَيْئًا وَمَا زَادَ اللَّهُ بِعَفْوٍ إِلَّا عَزًّا وَمَاتُوا ضِعَاحًا لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ (باب فضل الصدقة، مشكوة)  
 حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے کسی کو معاف کر دینے سے آدمی ذلیل نہیں ہوتا بلکہ اللہ اس کو سر بلند کرتا ہے۔ اور جو بندہ اللہ کے لئے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت و بلندی سے سرفراز فرمائے گا۔

## کس وقت صدقہ کا ثواب زیادہ ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَكْبَرُ أَجْرًا قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَاحِبٌ شَجِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمَلُ الْغِنَى وَلَا تَمَهَّلَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتَ الْحُلُقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ (بخاری، مسلم، باب صدقہ کی فضیلت)  
 حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کس صدقہ کا ثواب زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ زیادہ ثواب اس میں ہے کہ تم ایسی حالت میں صدقہ کرو جبکہ تم تندرست ہو اور تمہیں دولت کی خواہش اور ضرورت زیادہ ہو خاص کر اس وقت جب تمہیں راہ خدا میں خرچ کرنے سے محتاجی کا اندیشہ ہو۔ اللہ کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کرنا سچی خدا پرستی اور خدا طلبی کی دلیل ہے اور ایسے صدقہ کا ثواب بہت زیادہ ہے اور ایسا نہ ہو کہ تم سوچتے رہو، یہاں تک کہ موت آجائے اور جان حلق میں اٹک جائے اور پھر مال کے بارے میں وصیت کرنے لگو کہ اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو حالانکہ اب تو مال تمہاری ملکیت سے نکل کر خود بخود وارثوں کا ہو جائے گا۔

## کس کا صدقہ زیادہ افضل ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْتِدَاءُ بِمَنْ تَعُولُ. (ابو داؤد، افضل ترین صدقہ)

حضرت ابو ہریرہؓ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صدقہ افضل ترین ہے جو غریب آدمی اپنی محنت کی کمائی سے کرے اور پہلے ان پر خرچ کرو جن کی کفالت تیرے ذمہ ہے۔

## غیر موذی جانور کی خدمت کا ثواب

اس ارشاد مبارک میں پالتو اور غیر موذی جانور کی خدمت کو بھی صدقہ شمار کیا گیا ہے۔ یہاں ایک کتے کی خدمت کے بدلے معافی کا ذکر ہو رہا ہے۔ یاد رہے حفاظت اور شکار کے بغیر شوقیہ کتا رکھنا جائز نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوسِمَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَتْ كَسَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْتَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ الْمَاءَ فَغَفَدَلَهَا بِذَلِكَ قِيلَ إِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ قَالَ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبِيَّةٍ أَجْرٌ (مشکوٰۃ، افضل ترین صدقہ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے ایک بدکردار عورت کا واقعہ بیان فرمایا کہ اس نے پیاس سے تڑپتے ہوئے ایک کتے کو کنوئیں کے کنارے دیکھا اس کے دل میں رحم پیدا ہوا تو پانی کا ڈول نہ دیکھ کر اس نے اپنے چمڑے کے موزے کو اپنی اوڑھنی (دوپٹہ) سے باندھ کر کنوئیں سے پانی نکال کر اس کتے کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے

اس نیکی کے بدلے اس عورت کو معاف کر دیا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ! کیا جانوروں کو بھی کھلانے پلانے میں ثواب ملتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں جانوروں کی خدمت میں ثواب ہے۔

### ایصالِ ثواب

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ إِنَّ أُمَّيْ افْتَتَلْتُ نَفْسَهَا وَأَظْنُهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں ایک شخص نے (سعد بن عبادہ) آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اسے موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرنے کا حکم دیتی۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں ایصالِ ثواب ہوگا۔ آپ نے فرمایا بالکل ثواب ملے گا۔

### اجرو ثواب کی شادایاں

مولائے کریم کی رضا و رغبت کے لئے بیماروں، معذوروں اور بے نواؤں پر زکوٰۃ و صدقات اور ایک دوسرے کے لئے ایثار و قربانی کرنا قرآن کریم کے زاویہ نگاہ سے ایسا عظیم اور افضل ترین عمل قرار پایا ہے کہ اس فکر و عمل کی رفعتوں کو پہاڑوں کے ہم وزن اور انکی بلندیوں کے ہم پلہ قرار دیا گیا ہے۔ قیامت کے روز زکوٰۃ و صدقات کی برکات کو دیکھ کر مخیر حضرات حیران و ششدر رہ جائیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَرْبِّهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يَرْبِّي أَحَدَكُمْ فَلَوْهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ. (مشکوٰۃ، متفق عليه. باب الزکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جو آدمی کھجور کے برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے (اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی ہی سے قبول کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیتے ہوئے اس کے مالک کے لئے اسکی افزائش فرماتے رہتے ہیں جیسا کہ کوئی تم میں سے پچھڑے کی پرورش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضِعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذَىٰ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (البقرة ۲۶۱، ۲۶۲، پ ۳)

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے برکت عطا فرماتا ہے وہ فراخ دست بھی ہے اور جاننے والا بھی۔ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کر کے پھر احسان نہیں جتلاتے اور نہ دکھ دیتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی رنج اور خوف کا موقع نہیں ہوگا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلَى عُرِّي كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خَضِرِ الْجَنَّةِ أَيُّمَا مُسْلِمٍ أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللَّهُ مِنْ ثَمَارِ الْجَنَّةِ وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقَى مُسْلِمًا عَلَى ظَمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ۔ (مشکوٰۃ، صدقہ کی فضیلت)



حضرت ابو سعیدؓ خود ہی ذکر کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا جس مسلمان نے دوسرے مسلمان کو کپڑا پہنایا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا لباس عطا فرمائیں گے اور جس مسلمان نے اپنے مسلم بھائی کو بھوک کے وقت کھانا کھلایا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل عنایت فرمائیں گے۔ اور جس مسلمان نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ سر بھریا کیزہ شراب پینے کے لئے دیں گے۔



- ☆ تم لوگوں پر خرچ کرو تمہارے پر اللہ تعالیٰ خرچ کرے گا۔
- ☆ عورتوں کو خاص کر صدقہ کرتے رہنا چاہئے۔
- ☆ خرچ کرنے، معافی دینے اور خاکساری سرفرازی کا ذریعہ ہے۔
- ☆ صدقہ کی عظمت پہاڑوں کے ہم وزن ہوگی۔
- ☆ صدقہ کے بعد احسان جتنا صدقہ کو ضائع کرنا ہے۔
- ☆ دنیا کے پانی کے بدلے شراب طہور۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ  
مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ۔

(آل عمران ۱۸۰۔ پ ۴)

اور بخیل لوگ یہ گمان نہ کریں کہ جو اللہ نے ان کو عطا کیا ہے  
وہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ وہ ان کے لئے نقصان دہ ہے۔

## کنجوسی کے نقصانات

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ<sup>ص</sup> خَصَلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ  
الْبُخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ. (ترمذی، باب الانفاق)

حضرت ابوسعید کا بیان ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ مومن میں دو عادتیں نہیں ہو سکتیں  
کنجوسی اور بد اخلاقی۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا  
الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ  
أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا  
مَحَارِمَهُمْ (مسلم، باب الانفاق)

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم و زیادتی  
سے بچتے رہو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے اسی طرح حرص و کنجوسی سے  
بچے رہو، کیونکہ یہ قتل و غارت اور حرام پر آمادہ کرتی ہے اسی وجہ سے تم سے پہلے کئی لوگ  
ہلاک ہو چکے ہیں۔

رب کعبہ کی قسم مال دار نقصان اٹھائیں گے اگر۔۔۔۔۔

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ إِنَّتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ<sup>صلى الله عليه وسلم</sup> وَهُوَ جَالِسٌ وَفِي ظِلِّ  
الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ قَالَ هُمْ الْأَخْسَرُونَ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ فِدَاكَ  
أَبِي وَأُمِّي مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا  
وَهَكَذَا وَهَكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ  
وَقَلِيلٌ مَا هُمْ (متفق عليه، مشكوة باب صدقه اور کنجوسی سے نفرت)

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ بیت اللہ کے سایہ میں جلوہ افروز تھے اس وقت آپ نے فرمایا کعبہ کے رب کی قسم کچھ لوگ نقصان اٹھائے جا رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں نقصان اٹھانے والے کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا دو متمند لوگ البتہ وہ نقصان سے محفوظ رہیں گے جنہوں نے اپنے دائیں بائیں، آگے پیچھے اور ہر جانب صدقہ و خیرات کا سلسلہ جاری رکھا مگر ایسے مال دار کم ہی ہوا کرتے ہیں۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخَلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (آل عمران ۱۸۰ پ ۴)

جن لوگوں کو اللہ نے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے۔ نہیں، یہ ان کے حق میں نہایت ہی بری ہے جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ زمین اور آسمان کی میراث اللہ ہی کے لئے ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے

هَآنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخُلُ وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا يَبْخُلْ عَنِ نَفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (محمد ۳۸ پ ۲۶)

ہاں! تمہیں دعوت دی جا رہی ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو مگر تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو بخل کر رہے ہیں حالانکہ جو بخل کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے آپ ہی سے بخل کر رہا ہے اللہ تو غنی ہے تم ہی اس کے محتاج ہو اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہونگے۔

## نام نہاد سخی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ  
مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ  
عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا  
كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ (بقرہ ۲۶۴ پ ۳)

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور دکھ دیکر اس شخص کی طرح خاک  
میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتا نہ  
آخرت پر اس کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی  
تھی اس پر جب زور کا مینہ برسا تو ساری مٹی بہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی  
ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ  
نہیں آتا اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں ہے۔

أَيُّودٌ أَحَدَكُمُ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا  
الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ  
فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ  
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ (بقرہ ۲۶۶ پ ۳)

کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس ایک ہر ابھرا باغ ہو نہروں سے سیراب  
کھجوروں، انگوروں اور ہر قسم کے پھلوں سے لدا ہو۔ اور وہ عین اس وقت ایک تیز بگولے  
کی زد میں آ کر جھلس جائے، جبکہ وہ خود بوڑھا ہو اور اس کے کم سن بچے ابھی کسی لائق نہ  
ہوں اسی طرح اللہ اپنی باتیں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے شاید کہ تم غور و فکر کرو۔

## مال کی تباہ کاریاں

إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوا لَهُ وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ ۝ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ (حم السجدة ۶، ۷، ۲۴ پ)

تمہارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے لہذا تم سیدھے اسی کا رخ اختیار کرو اور اس سے معافی چاہو تب ہی ہے ان مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَا حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنسى ۝ وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى ۝ (پ ۱۶، طہ ۱۲۴ تا ۱۲۷)

اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا۔ اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا پروردگار دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے کیوں اندھا اٹھایا گیا؟

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں اس لئے کہ ہماری آیات کو جب وہ تیرے پاس آئیں تھیں تو نے اسے بھلا دیا ایسے ہی تو آج بھلایا جا رہا ہے۔ اس طرح ہم حد سے گزرنے والوں اور اپنے رب کی آیات نہ ماننے والوں کو دنیا میں بدلہ دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیر پا ہے۔

زکوٰۃ و عشر نہ دینے والوں کے بارے میں قرآن مجید نے نہایت ہی عبرت انگیز واقعہ بیان کیا ہے۔ ایک شخص بڑا نیک فیاض تھا وہ اپنے باغات کی آمدنی سے کھلے دل مساکین پر صدقہ و خیرات کرتا اس کے فوت ہونے کے بعد اس کی جواں سال



اولاد نے کہا کہ ہمارے والد کا طریقہ مناسب نہیں تھا کیونکہ اس طرح تو ہماری جائیداد میں وہ ترقی نہیں ہو سکی جو ہونی چاہئے تھی۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ آئندہ پھل توڑنے اور فصلوں کی کٹائی کے وقت کسی کو کچھ نہیں دینا چاہئے۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ پھل رات کے وقت توڑا جائے تاکہ سائل اور فقیروں سے نجات حاصل کر سکیں۔ وہ اس ناپاک ارادے کے ساتھ اپنے گھر سے نکلے تو ابھی باغ میں نہیں پہنچے تھے کہ تو ایک بگولے نے ان کے باغ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اس پر قرآن نے تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ یہ دنیا کا عذاب ہے جب کہ آخرت کا عذاب تو کہیں سخت ہوگا۔

### باغ کی بربادی

إِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۝ وَلَا يَسْتَأْذِنُونَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ۝ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ۝ فَتَنَّا دُومُصْبِحِينَ ۝ أَنْ ائْتُوا عَلَىٰ حَرِّ ثِكْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَارِمِينَ ۝ فَا نَطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ ۝ أَنْ لَا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ ۝ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرٍِّ قَدِيرِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ قَالَ أَوْ سَطَّهْمُ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُونَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَوْمُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طٰغِينَ ۝ عَسَىٰ رَبُّنَا أَنْ يُبَدِّلَنَا خَيْرًا مِنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ (پ ۲۹، قلم ۱۷ تا ۲۳)

ہم نے ان (اہل مکہ) کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے۔ رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی اور اس کا ایسا حال ہو گیا جیسے کئی ہوئی فصل صبح ان لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو۔ چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں نہ آنے پائے۔ وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کئے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ پھل توڑ کر ہی رہیں گے مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راستہ بھول گئے ہیں..... نہیں بلکہ ہم محروم رہ گئے ہیں۔ ان میں جو سب سے بہتر آدمی تھا اس نے کہا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم اللہ کو یاد کیوں نہیں کرتے؟ وہ پکارا ٹھے پاک ہے ہمارا رب، واقعی ہم گناہگار تھے۔ پھر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ افسوس ہمارے حال پر بے شک ہم نے سرکشی کی تھی۔ بعید نہیں کہ ہمارا رب ہمیں بدلے میں اس سے بہتر باغ عطا فرمائے۔ ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسا ہوا کرتا ہے عذاب اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے، کاش یہ لوگ اس کو جانتے۔

### مغرور دولت مند کا انجام

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مَوْسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ

مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنُ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبِعِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ ۝  
 إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيْتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي أَوَلَمْ  
 يَعْلَم أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهَلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرَ  
 جَمْعًا وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي  
 زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَلِيتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ  
 قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلَكُمْ ثَوَابُ  
 اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهِ  
 وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا  
 كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ۝ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ  
 وَيَكَانَ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْ لَا أَنْ مَنَّ  
 اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيَكَانَ لَهُ لَا يَفْلِحُ الْكٰفِرُونَ ۝ (قصص ۷۶ تا ۸۲ پ ۲۰)

یہ ایک واقعہ ہے کہ قارون موسیٰ کی قوم کا ایک شخص تھا پھر وہ اپنی قوم کے خلاف سرکش  
 ہو گیا۔ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی کنجیاں طاقت و آدمیوں  
 کی ایک جماعت مشکل سے اٹھا سکتی تھی۔ ایک دفعہ جب اس کی قوم کے لوگوں نے  
 اس سے کہا پھول نہ جا اللہ پھولنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ جو مال اللہ نے تمہیں دیا  
 ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں بھی اپنا کردار فراموش نہ کر،  
 احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرنے  
 کی کوشش نہ کر اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا تو اس نے کہا یہ سب کچھ تو مجھے میرے علم کی  
 بنا پر دیا گیا ہے۔ کیا اس کو یہ علم نہ تھا کہ اللہ اس سے پہلے بہت سے ایسے لوگوں کو ہلاک

کر چکا ہے جو اس سے زیادہ قوت اور جمعیت رکھتے تھے۔ مجرموں سے تو ان کے گناہ نہیں پوچھے جاتے۔ ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے اپنے پوری ٹھاٹھ باٹھ سے نکلا جو لوگ حیات دنیا کے طالب تھے وہ اسے دیکھ کر کہنے لگے کاش ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے ہائے! یہ تو بڑا نصیب والا ہے مگر جو لوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے افسوس! تمہارے حال پر اللہ کا اجر بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور یہ استغنا کی دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو۔ آخر کار ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کو آتا اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا اب وہی لوگ جو کل اس کی منزلت کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے افسوس ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے کم کر دیتا ہے۔ اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا۔ افسوس ہم کو یاد نہ رہا کہ کافر فلاح نہیں پایا کرتے۔

### حشر میں پہلی ذلت آمیز سزا

جن کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے مقابلے میں اسباب و وسائل سے نوازا ہے اگر وہ ان کا حق ادا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کو ان مال داورں پر اس قدر ناراضگی ہے کہ عام لوگوں کو سزائیں تو جہنم میں داخلے کے بعد ہونگی لیکن ان سرمایہ پرستوں کو محشر کے میدان میں ہی ذلت آمیز سزا سے دوچار کیا جائے گا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ لَهُ إِبِلٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أَتَى بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمُ مَا يَكُونُ أَسْمَنَهُ تَطَاهَا

بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا كُلَّمَا جَارَتْ أَخْرَهَا رَدَّتْ عَلَيْهِ أَوْلَهَا حَتَّى  
يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ (مشکوٰۃ، باب الزکوٰۃ)

حضرت ابو ذرؓ نبیؐ سے بیان کرتے ہیں کہ جس آدمی کے پاس اونٹ، گائے یا بکریاں  
ہوں اور پھر وہ ان کا حق ادا نہ کرے تو ان جانوروں کو قیامت کے دن لایا جائے گا کہ  
وہ بہت موٹے تازے ہوں گے وہ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں اور سینگوں سے  
چھیدیں گے۔ پہلے جانور گزر جائیں گے تو دوسرے آجائیں گے یہاں تک کہ لوگوں  
کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ دوسری روایت میں ہے کہ پچاس ہزار سال تک یہ سلسلہ  
جاری رہے گا کیونکہ محشر کا دن پچاس ہزار سال طویل ہوگا۔

### جہنم میں اذیت ناک سزائیں

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا  
جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ  
تَكْنِزُونَ ۝ (توبہ ۳۴، ۳۵، پ ۱۰)

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کئے جا رہے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ  
نہیں کرتے انہیں اذیت ناک عذاب کی خوشخبری سنائی جائے۔ ایک دن  
آئے گا کہ اسی سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر  
اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور  
کہا جائے گا یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا لو اب اپنی سمیٹی  
ہوئی دولت کا مزہ چکھتے رہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاةَ مِثْلَ لَهُ مَالَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ رَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْرَمَتَيْهِ يَعْنِي بِشَدَقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالِكٌ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخُلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری، باب الزکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجدے سانپ کی شکل بن کر جس کی آنکھوں پر دوداغ ہوں گے اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ پھر اس آدمی کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا۔ ”میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں،“ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال دیا اور وہ بخیلی کرتے ہیں تو اپنے لئے یہ بخل بہتر نہ سمجھیں بلکہ ان کے حق میں برا ہے عنقریب قیامت کے دن یہ بخیلی ان کے گلے کا طوق ہونے والی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے معراج والی رات میں کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے آگے پیچھے دھجیاں لٹک رہی ہیں اور وہ جانوروں کی طرح تھوہر، کانٹے اور دوزخ کے گرم پتھر کھا رہے ہیں تو آپؐ نے دریافت فرمایا

مَنْ هُوَ لَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ! قَالَ هُوَ لَاءِ الَّذِينَ لَا يُؤَدُّونَ صَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمْ (ترغیب)  
اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔



فَسَأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ-

﴿انبیاء، پ ۱۷﴾

اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔

## مال کے بارے میں انسان کی جبلت (Nature)

نبی محترمؐ نے مال کے بارے میں انسانی جبلت کا تجزیہ کرتے ہوئے اس طرح فرمایا کہ انسان بنیادی طور پر بڑا حریص اور بخیل واقع ہوا ہے اگر اسے سیم وزر سے بھرا ہوا ایک کھلا میدان دے دیا جائے تو اس پر اکتفا کرنے کی بجائے یہ دوسری وادی کی تلاش میں سرگرداں ہو جائیگا۔ یہ حرص و ہوس انسان کو اللہ تعالیٰ کی ناشکری، نافرمانی اور مال کی محبت پر اکسائے رکھتی ہے۔ اس وجہ سے جب اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا جائے تو وہ بہانے تلاش کرتے ہوئے فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے فرار کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ دنیا دار لوگ تو ایک طرف پانچ وقت کے نمازی اور دینی سوچ رکھنے والے لوگوں کا عالم یہ ہے کہ جو نہی ان کے سامنے زکوٰۃ کا مسئلہ بیان کیا جائے تو انکی طبیعتوں میں اضطراب کا پہلو نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ انکی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح زکوٰۃ سے جان چھوٹ جائے حالانکہ سوچ تو یہ ہونی چاہئے کہ میں بھی تو دوسروں کی طرح ایک انسان ہوں لیکن اللہ نے مجھ پر احسان فرماتے ہوئے میرے عزیز واقربا کی نسبت مجھے مال کی کشادگی سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس لئے مجھے کھلے ہاتھ خرچ کرنا چاہئے، بالخصوص زکوٰۃ تو دل کی رغبت کے ساتھ پائی پائی ادا کرنی چاہئے۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۝ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذٰلِكَ لَشَهِيدٌ ۝ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۝ (العنیت ۶، ۷، ۸)

حقیقت یہ کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے اور وہ خود اس پر گواہ ہے اور وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔

كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَّاظٍ ۝ أَنْ رَأَاهُ اسْتَعْتَضَ ۝ (العلق ۶، ۷)

ہرگز نہیں انسان سرکشی کرتا ہے اس بناء پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے۔

وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (التغابن ۱۶)

اور جو اپنے دل کی تنگی سے محفوظ رہ گئے بس وہی فلاح پانے والے ہیں

وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا (بنی اسرائیل ۱۰۰)

اور انسان بڑا ہی تنگ دل ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کیجئے

اسلام نے ہمیں صرف نیکی کرنے کا حکم ہی نہیں دیا وہ نیکی کے معاملات میں مستعدی، جلدی اور ایک دوسرے پر مسابقت کا حکم دیتے ہوئے اسے انبیاء کی خاص صفت شمار کرتا ہے۔ اگر مسلمانوں کے حالات کا تقاضا ہو تو اگلے سال کی زکوٰۃ علی الحساب پہلے بھی ادا ہو سکتی ہے۔ حضرت عباس نے ایسا ہی کیا تھا۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (بقرہ ۱۴۸)

نیکی کے کاموں میں جلدی کرو۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ (عمران ۱۳۳)

اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ (واقعہ ۱۰، ۱۱، پ ۲۷)

ایک دوسرے سے آگے بڑھنے والے ہی اللہ کے مقربین میں سے ہونگے۔

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا

خَشِيعِينَ ۝ (الانبیاء ۹۰، پ ۱۷)

بلاشبہ وہ نیکی میں مستعدی سے کام بھی لیتے ہیں اور وہ ہمیں ترغیب و ترہیب اختیار کرتے ہوئے پکارتے ہیں اور وہ ہم ہی سے ڈرتے ہیں۔

قسطوں سے زکوٰۃ ادا کرنے کے نقصانات کی تلافی ممکن نہیں

آج کل بے شمار کاروباری حضرات یکمشت زکوٰۃ ادا کرنے کی بجائے اپنی کاروباری سہولت کی خاطر بالاقساط زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ اس طرح زکوٰۃ کی رقم سارا سال ان کے کاروبار میں لگی رہتی ہے جسکا منافع وہ خود استعمال کرتے ہیں۔ بد قسمتی سے یہ سہولت بعض علماء اور اداروں کے ذمہ دارانکو فراہم کرتے ہیں۔ تاکہ یہ سہولت دینے سے دولت مند معاون بننے کے ساتھ خوش بھی رہے۔ انہیں مطمئن کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ کونسا ہم نے ایک دفعہ ہی سارا بجٹ خرچ کر لینا ہے۔ البتہ یہ سہولت ایسے تاجر کو دی جاسکتی ہے جس کے پاس زکوٰۃ نکالنے کے لئے فوری طور پر نقدی موجود نہیں ایسے شخص کے پاس جوں ہی سرمایہ آئے اسے اللہ تعالیٰ کا قرض فی الفور ادا کرنا چاہئے اس سے یہ نقصانات تو بالکل واضح ہیں جنکا تدارک ممکن نہیں۔

1- زکوٰۃ کی رقم سے منافع کمانا

2- جان بوجھ کر مقروض رہنا

3- اس سہولت کے غلط استعمال کی وجہ سے کئی سالوں کی زکوٰۃ کا جمع ہوتا جانا۔

4- غریبوں کے حقوق کی ادائیگی کے بغیر اچانک موت واقع ہونا۔

5- حکم خداوندی پر فوری عمل کی بجائے اس سے جان چھڑانے کی تدبیریں تلاش کرنا۔

جس طرح شرعی عذر کے بغیر روزہ، حج، نماز مؤخر نہیں کئے جاسکتے تو زکوٰۃ کو کس طرح

مؤخر کیا جاسکتا ہے؟ فاعتبرو یا اولی الابصار

## زکوٰۃ سے بچنے کے لئے حیلے بہانے حرام ہیں

کوئی شخص زکوٰۃ سے بچنے کے لئے بہانے تلاش کرتا ہے تو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کے حکم سے بچنے والے یہودیوں کو اللہ تعالیٰ نے بندر اور خنزیر بنا دیا تھا۔ جب انہیں حکم ہوا کہ ہفتہ کے دن تمہارے لئے مچھلیاں پکڑنا حرام ہیں تو انہوں نے گڑھے کھود لئے تاکہ ہفتہ کے دن آنے والی مچھلیاں گڑھوں میں رک جائیں اور ان کو اتوار کو پکڑا جائے اس حیلہ سازی پر انکو یہ سزا ملی۔

وَسَأَلَهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ (الاعراف ۱۶۳۔ پ ۹)

اور ذرا ان سے اس بستی کا حال بھی پوچھو جو سمندر کے کنارے واقع تھی۔ انہیں یاد دلاؤ وہ واقعہ کے وہاں کے لوگ ہفتہ کے دن احکام الہی کی خلاف ورزی کرتے تھے اور یہ کہ مچھلیاں ہفتہ ہی کے دن ابھرا بھر کر سطح پر ان کے سامنے آتی تھیں اور ہفتہ کے سوا باقی دنوں میں نہیں آتی تھیں۔ یہ اس لئے ہوتا تھا کہ ہم ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کو آزمائش میں ڈال رہے تھے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۝ (الاعراف ۱۶۶۔ پ ۹)

پھر جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کئے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا، تو ہم نے کہا کہ بندر ہو جاؤ ذلیل و خوار۔

حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے، آپ کی دعا کے بدلے اس امت کے لوگوں کی شکلیں تو بندروں جیسی نہیں ہونگی لیکن بعض کی عادتیں بندروں اور خنزیروں کی طرح ہو جائیں گیں۔ نعوذ باللہ من ذالک

## زکوٰۃ کی ادائیگی چھپا کر ہو یا دکھا کر

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ  
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. (البقرة ۲۷۴-۲۷۵)

جو لوگ رات اور دن خفیہ اور ظاہر طور پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کا اجر ان کے  
رب کے پاس ہے۔ انہیں کسی قسم کا خوف اور غم نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والے شخص اور مسلمانوں کے حالات کے پیش نظر اس بات کی  
اجازت عطا فرما رہے ہیں کہ علی الاعلان اور خفیہ جس طرح بھی اس کی راہ میں خرچ  
کرو گے اس کی بارگاہ میں اجر و ثواب پاؤ گے اگر ظاہری طور پر صدقہ کرنے سے آدمی  
کی طبیعت میں غرور و تکبر اور نمود و نمائش کے محرکات نہ ہوں اور اس سے دوسروں میں  
زکوٰۃ و صدقات کی تحریک پیدا ہوتی ہو تو یہ انداز نہایت ہی بہتر ہوگا بشرطیکہ اس طریقے  
سے لینے والے کی عزت نفس مجروح نہ ہو ورنہ خفیہ طور پر صدقہ دینا چاہئے۔ آپ کا  
ارشاد ہے ایسی صورت میں اس طرح اور اس قدر احتیاط سے چھپا کر صدقہ دیا جائے  
کہ ایک ہاتھ کو دوسرے کی خبر تک نہ ہو سکے۔ بعض علماء اس بات پر اصرار کرتے ہیں  
کہ زکوٰۃ دوسرے کو بتا کر دینی چاہئے اس انداز میں وہ کئی مصلحتیں بیان کرتے ہیں۔  
لیکن وہ مصلحتیں قرآن و حدیث کے فلسفہ کے مقابلے میں نہایت ہی ہلکی اور حقیر ہیں  
لہذا ضروری نہیں کہ زکوٰۃ بتا کر دی جائے۔

غلطی سے غیر مستحق کو زکوٰۃ ادا ہو جائے تو؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ  
لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَاصْبَحُوا



يَتَحَدَّثُونَ تَصَدَّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى سَارِقٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ  
لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَاصْبَحُوا  
يَتَحَدَّثُونَ تَصَدَّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَا  
تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَاصْبَحُوا  
يَتَحَدَّثُونَ تَصَدَّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى غَنِيٍّ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ  
وَزَانِيَةٍ وَغَنِيٍّ فَأَتَى فَقِيلَ لَهُ أَمَا صَدَقْتِكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ  
عَنْ سَرَقَتِهِ وَأَمَا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَأَمَا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ  
يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ (باب الانفاق، مشكوة، البخاري)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا پہلے لوگوں میں ایک آدمی  
نے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا اور وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ رات کے اندھیرے میں  
ایسے شخص کو دے بیٹھا کہ صبح کے وقت معلوم ہوا یہ تو چور تھا اس نے اللہ کی تعریف کی اور  
پچھتایا کہ میں ایک چور کو صدقہ دے آیا ہوں۔ اگلی رات وہ ایک بدکار عورت کو دے  
بیٹھا صبح لوگوں نے تعجب کیا کہ کوئی شخص فاحشہ عورت کو صدقہ دے گیا ہے۔ اب اس  
نے پھر اللہ سے معافی مانگی اور رنجیدہ خاطر ہو کر کہنے لگا کہ افسوس میں نے ایک بدکار  
عورت پر اپنا صدقہ ضائع کر دیا۔ پھر تیسری رات ایسے شخص کو صدقہ دیا جو خود مالدار تھا  
اس کے بارے میں بھی لوگوں سے معلومات حاصل ہوئیں۔ اب اس نے پھر اللہ سے  
استغفار اور اپنے آپ پر افسوس کا اظہار کیا کہ میں کیسا آدمی ہوں کہ پہلے میں نے چور  
کو دیا پھر ایک فاحشہ کو اور بعد ازاں ایک مالدار آدمی پر اپنا صدقہ ضائع کیا۔ اسے تسلی  
دی گئی کہ ممکن ہے چور اس طرح برے فعل کو چھوڑ دے اور فاحشہ عورت اپنے جرم سے

اجتناب کرے اور مالدار شخص شرما کر خود بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا شروع کر دے۔ گویا کہ اس طرح بے علمی سے غلط جگہ پر دی ہوئی خیرات اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت سے ہمکنار ہوتی ہے۔ اسے دوبارہ زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں۔

### اندازہ سے زکوٰۃ ادا کرنے کی دلیل

آپ اور آپ کے بعد کے خلفاء کے دور میں باغات اور بعض فصلوں کی زکوٰۃ اندازہ سے ادا کی جاتی تھی۔ اگر یقین سے معلوم ہو جائے کہ اندازہ میں غلطی ہوئی ہے تو اس کی درستگی کر لینی چاہئے۔ اگر کریا نہ فروش یا کوئی تاجر مال تجارت کو ایک ایک کر کے شمار نہیں کر سکتا یا پھر سال میں مال میں کمی بیشی ہوتی رہی تو خلوص نیت کے ساتھ ٹھیک اندازہ لگانے کی کوشش کرے نیت میں کھوٹ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔

عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَلَمَّا جَاءَ وَادِي الْقُرَى إِذَا مَرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ لِأَصْحَابِهِ أَخْرَصُوا فَخَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ عَشْرَةَ أَوْسِقٍ فَقَالَ لَهَا اسْعِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَلَمَّا أَتَيْنَا بِتَبُوكَ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَهَبُ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ وَلَا يَقُومَنَّ أَحَدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ بَعِيرٌ فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَا لَهَا وَهَبَتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَالْقَتَهُ بِحُبْلَى طَى وَأَهْدَى أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاءَ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِخَرَصِهِمْ فَلَمَّا أَتَى وَادِي الْقُرَى قَالَ لِلْمَرَأَةِ كَمْ جَاءَتْ حَدِيقَتُكَ قَالَتْ عَشْرَةَ أَوْسِقٍ خَصَّ رَسُولُ اللَّهِ (باب خَرَصَ التمر. صحيح بخاری)

حضرت حمید ساعدی بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک کے موقع پر آپ کے ساتھ تھے جب ہم القرئی وادی سے گزر رہے تھے تو ہم نے ایک عورت کو اس کے باغ میں دیکھا

تو نبیؐ نے ہمیں پھل کا اندازہ کرنے کے لئے فرمایا اور لوگوں نے مختلف اندازے لگائے جبکہ آپؐ نے اس کا دس وسق اندازہ لگایا۔ پھر آپؐ نے عورت کو فرمایا کہ اس باغ کی جتنے وسق کھجوریں ہوں اسے یاد رکھنا اس کے بعد جب ہم تبوک میں پہنچے تو آپؐ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ پر چوکنے رہنا کہ آج رات زوردار آندھی آئے گی۔ اس لئے کوئی شخص کھڑا ہونے کی کوشش نہ کرے اور اپنے اونٹوں کو بھی مضبوطی کے ساتھ باندھنا۔ جب رات کو زوردار آندھی چلی تو ایک شخص کھڑا ہوا آندھی نے اسے اٹھا کر دور پہاڑوں میں پھینک دیا۔ اس موقعہ پر ایکہ کی ریاست کے حکمران نے آپؐ کی خدمت میں بہترین سفید خچر اور ایک قیمتی چادر تحفہ میں پیش کی (گویا کہ یہ اس کی طرف سے اطاعت کا اظہار تھا) نبی اکرمؐ اسے اپنی جگہ برقرار رہنے کی سند عطا فرمائی۔ جب ہم واپس القریٰ وادی میں پہنچے تو آپؐ نے اس عورت سے پوچھا کہ پھل کا وزن کتنا تھا تو اس عورت نے عرض کیا آپؐ نے جو دس وسق کا اندازہ لگایا تھا وہ ٹھیک ٹھیک اتنا ہی ثابت ہوا۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ حَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوا وَدَعُوا التُّلْتِ فَإِنْ لَمْ تَدْعُوا التُّلْتِ فَدَعُوا الرَّبِيعَ۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، باب کس چیز میں زکوٰۃ فرض ہے)

حضرت سہل بن حتمہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترمؐ نے فرمایا کہ جب تم باغ کے عشر (زکوٰۃ) کا اندازہ لگاؤ تو اس میں تیسرا یا چوتھا چھوڑ دیا کرو دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ مسافر، پرندے اور غرباء کے لئے۔

### اصل مال اور منافع پر زکوٰۃ

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف منافع کی زکوٰۃ دینی چاہئے حالانکہ حساب ہونے کے بعد

اصل رقم اور منافع کو ملا کر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ اور رقم کا شمارون پوائنٹ سے ہوگا۔

عَنْ أَبِي عَمْرٍ وَبْنِ حَمَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ كُنْتُ أَبِيْعُ  
الْأَدَمِ وَالْجَعَابِ فَمَرَّبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ  
أَدَّصَدَقَةَ مَالِكَ، فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّمَا هُوَ الْأَدَمُ قَالَ قَوْمُهُ ثُمَّ  
أَخْرَجَ صَدَقَةً (رواه الشافعي واحمد والدارقطني والبيهقي)

حضرت ابو عمرو بن حماسؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ چمڑا اور تیر کے ترکش  
فروخت کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو  
میں نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین یہ تو فقط چمڑا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کی  
قیمت لگاؤ اور اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔

سال میں مال کے گھٹنے اور بڑھنے کی صورت میں زکوٰۃ؟

نیت ٹھیک اور ہر دم مالک حقیقی کی خوشنودی مطلوب ہو تو آدمی دائیں بائیں راستے  
تلاش کرنے کی بجائے للہیت کے ساتھ ایسی صورت حال میں وسعت ظرفی کا مظاہرہ  
کرے تو مال کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں اس صورت حال میں سال کی  
آخر یا اس کے وسط کو معیار بنا کر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ جس طرح آپ جنس اور فصل کا  
اندازہ لگایا کرتے تھے۔

کیا بینک کٹوتی سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

اجتماعی نظام میں ہر فرد کا مطمئن ہونا ضروری نہیں اس کو سمجھنے کے لئے حضرت عبداللہ  
بن عمر سے اموی دور میں سوال کیا گیا کہ کیا ہم اپنی زکوٰۃ اب بھی بیت المال میں جمع  
کروائیں جبکہ دیانت و امانت کے حوالے سے خانائے راشدین کا ماحول باقی نہیں رہا

تو انہوں نے فرمایا ہاں! اس کے باوجود زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کو بحال رکھنے کے لئے آپ اپنی زکوٰۃ و صدقات بیت المال میں جمع کروائیں اس حوالہ کی بنیاد پر بینک کٹوتی سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

### فکس ڈیپازٹ

بینک کا کاروبار اور منافع کے لئے رقم ڈیپازٹ کروانا شرعاً حرام ہے۔ حرام کے مال سے اللہ تعالیٰ صدقہ قبول نہیں کرتا۔ البتہ اصل سرمایہ پر زکوٰۃ ہوگی۔ اگر زکوٰۃ کے لئے اس کے پاس کوئی گنجائش نہیں تو جب ڈیپازٹ کی مدت ختم ہوگی تو سارے سالوں کی زکوٰۃ یکمشت ادا کرنا ہوگی۔ کیونکہ یہ غربا کا حق اور اللہ تعالیٰ کا قرض ہے۔ جس کی ادائیگی فرض ہے۔

### باؤنڈ کی زکوٰۃ دینا لازم ہے

باؤنڈ قرض کی رسید ہے اور یہ قرض بھی ایسا ہے جو بہل الوصول ہے اس لئے اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی ہاں یہ رعایت ہے کہ ہر سال زکوٰۃ ادا کرنے کی بجائے جب کیش کروائے تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرے۔

### کارخانہ اور پلازہ پر زکوٰۃ کیوں نہیں؟

کارخانہ کی مشینری، جگہ اور بلڈنگ پر زکوٰۃ نہیں اس کی سالانہ آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح تو کارخانے دار ہر سال نیا کارخانہ اور فیکٹری لگا کر ہمیشہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ رہے گا جبکہ ملکیت کے اعتبار سے وہ کروڑوں اور اربوں کا مالک بن چکا ہے۔ ایسے اہل فکر لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت کا مقصد دنیا دار حکمرانوں کی طرح دولت اکٹھا کرنا نہیں بلکہ حاجت مندوں کی ضروریات پورا

کرنے کے ساتھ اس کا یہ بھی مقصد ہے کہ دولت گردش میں رہتی چاہئے کیونکہ ایسے ہی مسلمانوں کی معیشت مضبوط اور غریبوں کو روزگار مل سکتا ہے۔ کوئی کارخانے دار ہمیشہ زکوٰۃ سے نہیں بچ سکتا کیونکہ کاروبار کے پھیلاؤ کی ایک حد ہوتی ہے۔ اسے کنٹرول کرنا بھی اپنی جگہ پر ایک مسئلہ ہے لہذا کارخانے کے اوپر زکوٰۃ نہیں۔ اس کی سالانہ آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔ پلازہ بھی آمدنی کا ذریعہ ہے، ذرائع آمدنی پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ۔ (حشر ۷۔ پ ۲۸)

تا کہ دولت، دولت مندوں کے درمیان نہ گھومتی رہے۔

کیا رمضان المبارک میں زکوٰۃ ضروری ہے؟

رمضان المبارک میں ہی زکوٰۃ ادا کرنا شریعت کی طرف سے لازم نہیں البتہ کوئی شخص اپنا حساب و کتاب اس انداز سے کرتا ہے کہ اس کا تجارتی سال رمضان میں پورا ہوتا ہے تو آپ کے فرمان کے مطابق دوسرے مہینے کی بجائے زیادہ ثواب ملے گا۔

مَنْ تَقَرَّبُ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ آدَى فَرِيضَةَ فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ آدَى فَرِيضَةَ فِيهِ كَانَ كَمَنْ آدَى سَبْعِينَ فَرِيضَةَ فِيمَا سِوَاهُ۔ (مشکوٰۃ باب رمضان)

جس شخص نے رمضان المبارک میں نفل نیکی کی گویا کہ اس نے ایک فرض ادا کیا اور اس کو فرض ادا کرنے سے 70 گنا ثواب ملے گا۔

صاحب نصاب کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

صاحب نصاب کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں کی جاسکتی کیونکہ زکوٰۃ کے لئے نیت ضروری ہے۔ اگر زکوٰۃ اسکی اجازت کے بغیر ادا کی جائیگی تو اس طرح اسکی نیت کا دخل نہیں ہوگا۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ



عورت اپنے خاوند کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی

عورت اپنے خاوند کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں زکوٰۃ کی بجائے نقلی صدقہ مراد ہے۔

بیٹے، بیٹی کو زکوٰۃ سے مکان بنا کر دینا؟

بعض صاحب نصاب حضرات اپنی زکوٰۃ سے شادی شدہ بیٹے بیٹیوں کو مکان بنا کر یا اسکی رقم ادا کر دیتے ہیں اصلاً تو شاید اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہو لیکن اس میں احتیاط کا فقدان بہت نمایاں ہے وہ اس طرح کہ اکثر حضرات یہ کام کسی دوسرے غریب کی خاطر کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس وقت ان کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ حتی المقدور پیش نگاہ تمام غریبوں کو کچھ نہ کچھ دیا جائے لیکن جب اپنے کسی عزیز کی باری آئے تو یک مشت زکوٰۃ خرچ کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں اس میں ذاتی تعلق داری اور یا کسی عزیز کی بیٹی کے حوالے سے برادری میں اپنا اور ان کا وقار اور معیار زندگی بلند مقصود ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو نبی اکرمؐ کی سنت مبارکہ سامنے رکھنی چاہئے۔ جب آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ ایک خادمہ کی درخواست کر رہی تھی تو آپ نے یہ کہہ کر معذرت فرمائی بیٹا! ابھی تک اور بھی بہت سارے غرباء باقی ہیں۔ میں آپکو دوسروں پر ترجیح نہیں دے سکتا۔

زکوٰۃ کے مال سے حج کروانا جائز نہیں

زکوٰۃ کے مال سے حج کروانا جائز نہیں ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کیونکہ زکوٰۃ کا مال صرف دو طرح کے لوگوں کو دیا جاسکتا ہے ایک تو وہ جو اس مال کے محتاج ہوں جیسے فقراء، مساکین اور غلام وغیرہ اور دوسرے ان لوگوں کو جن سے دوسرے مسلمانوں

کو فائدہ ہو۔ اور فقیر کو زکوٰۃ کے مال سے حج کروانے میں نہ تو مسلمانوں کو فائدہ ہے اور نہ ہی اسے کوئی اس کی ضرورت ہے اس پر تو حج فرض نہیں لہذا اسے حاجتمندوں اور مسلمانوں کے مصالح میں دینا چاہئے۔ مانگ کر حج کرنے سے منع کیا گیا ہے البتہ کچھ علماء کا خیال ہے کہ اگر کسی حج کرنے والے کے پاس کچھ رقم کم ہو تو کچھ تعاون کیا جاسکتا ہے۔

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ۔ (البقرہ ۱۹۷۔ پ ۲)

سفر حج کے لئے زاد راہ ساتھ لے جاؤ، اور سب سے بہتر زاد راہ پر ہیز گاری ہے، پس اے ہوشمندو! میری نافرمانی سے پرہیز کرو۔

### حج کی رقم پر زکوٰۃ نہیں

حج کے لئے جمع کروائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ وہ رقم اس کی ملکیت سے نکل چکی ہے۔

کیا کرایہ پردیے گئے مکان، دوکان پر زکوٰۃ ہوگی؟

گھر کے لئے پلاٹ ہو تو زکوٰۃ نہیں البتہ فروخت کے لئے پلاٹ پر سیل کے وقت زکوٰۃ ہوگی۔ کرایہ پردیے ہوئے دوکان اور مکان کی سالانہ بچت پر زکوٰۃ دینا ہوگی ہے۔

پگڑی، پراویڈنٹ فنڈ کب تک زکوٰۃ سے مستثنیٰ

پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جب ملازم کو اس کی ریٹائرمنٹ پر ملے گی اور اسے ایک سال گزر جائے گا تو پھر اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ اس سے پہلے وہ اس کے قبضہ میں نہ تھی وہ اس کے تصرف کا مالک نہ تھا۔ اسی طرح پگڑی پردی ہوئی رقم کی واپسی تک زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ وہ دوکان کی ملکیت کی شکل میں ہے اگر وہ پگڑی نہ دیتا تو اسے دوکان حاصل نہیں ہو سکتی تھی بے شک وہ اس دوکان کا کرایہ ادا کرتا ہو۔ واپسی پر ایک سال کی زکوٰۃ دینا چاہئے۔ اسکو صفحہ 124 والے مسئلہ پر قیاس کرنا چاہئے۔

کیا نصاب پورا کرنے کے لئے سونا اور چاندی دونوں کو جمع کیا جائے؟  
 اگر کسی کے پاس سونے اور چاندی میں سے کسی کا نصاب بھی پورا نہیں ہے تو اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان دونوں کو جمع کر کے نصاب پورا کیا جائے گا اور اس سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ لیکن دوسرے آئمہ اس کے خلاف ہیں ان کے نزدیک جب تک سونا اور چاندی الگ الگ نصاب کو نہ پہنچے زکوٰۃ دینی واجب نہیں ہے ان دونوں کو باہم ملا کر نصاب پورا نہیں کیا جائے گا اور یہی مسئلہ صحیح ہے کیونکہ یہ دونوں دھاتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

### عورت اپنے مال اور زیور کی خود زکوٰۃ ادا کرے

عورت کا مال عورت کی ملکیت ہوتا ہے جس کا مرد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس لئے عورت از خود اپنی زکوٰۃ ادا کرے گی۔ ہاں اگر عورت اپنے خاوند سے یہ کہہ دے کہ آپ میری طرف سے زکوٰۃ ادا کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

### اپنی زکوٰۃ سے دوسرے کا قرض منہا کرنا

اگر قرض زکوٰۃ میں وضع کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ مقروض اس پر راضی ہو کیونکہ بعض مقروض اپنی غیرت کی وجہ سے یہ پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح بعض قرض خواہ اپنی رقم کی وصولی کی جلدی میں ایسا کرتے ہیں اس احتیاط کے بعد زکوٰۃ کی شکل میں قرض وصول کیا جاسکتا ہے کیونکہ جب مقروض مستحق زکوٰۃ ہے تو قرض معاف کیا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ مِنَ الْكَمَالِ  
 كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرة ۲۸۰-۲۸۱)

تمہارا قرض دار تنگ دست ہو، تو ہاتھ کھلنے تک اسے مہلت دو اور جو صدقہ کر دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔

زکوٰۃ کمپنی یا شیئر ہولڈرز پر۔ حصص کی زکوٰۃ مارکیٹ ویلیو پر

کمپنی کے شیئر زکوٰۃ کے کیا احکام ہیں؟ اس سلسلے میں تین باتیں قابل ذکر ہیں۔  
 ۱۔ کمپنی پر بحیثیت کمپنی (جو شخص قانونی ہے) زکوٰۃ واجب نہیں۔ اس کا مدار خلطۃ الشیوع (شراکت) کے مسئلے پر ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام حنبلی کے ہاں خلطۃ الشیوع کا اعتبار ہے اور زکوٰۃ مجموعہ پر واجب ہوتی ہے اور امام شافعی کے ہاں یہ بھی تصریح ہے کہ خلطۃ الشیوع کا اعتبار صرف چوپائے ہی میں نہیں، اموال تجارت میں بھی ہوتا ہے، اس لئے ان کے ہاں کمپنی پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگرچہ کمپنی ایسا شخص نہیں جو مکلف ہو اور زکوٰۃ ایک عبادت ہے جو مکلف پر واجب ہوتی ہے، لیکن شافعیہ کا اصول یہ ہے کہ زکوٰۃ انسان پر نہیں بلکہ اموال پر واجب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں نابالغ کے مال میں بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، حالانکہ وہ مکلف نہیں لہذا ان کے ہاں شیئر ہولڈرز کی بجائے کمپنی پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں یہ اصول موجود ہے۔

لاثنی فی الاسلام

یعنی ایک مال پر دوہری زکوٰۃ نہیں ہوتی۔

حنفیہ کے ہاں خلطۃ الشیوع کا اعتبار نہیں اور ان کے ہاں زکوٰۃ انسان پر واجب ہوتی ہے، اس لئے حنفیہ کے ہاں کمپنی پر بحیثیت شخص قانونی زکوٰۃ نہیں، شیئر ہولڈرز پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۲۔ شیئرز پر زکوٰۃ کس حساب سے دی جائے گی؟ اس میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

ایک یہ کہ شیئرز کی قیمتیں تین طرح کی ہیں: (۱) فیس ویلیو۔ یعنی سٹیفیکٹ پر لکھی ہوئی قیمت (۲) مارکیٹ ویلیو۔ یعنی بازاری قیمت جس پر شیئرز بازار میں فروخت ہوتے ہیں۔ (۳) بریک اپ ویلیو۔ (Break Up Value) یعنی اگر کمپنی تحلیل ہو تو ہر شیئر کے مقابلے میں کمپنی کے اثاثوں کا جو حصہ آئے گا وہ بریک اپ ویلیو ہے۔ ان تین طرح کی قیمتوں میں سے کس حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی؟ اگر کسی کمپنی کی بریک اپ ویلیو بہ آسانی معلوم ہو سکتی ہو تو غالباً زکوٰۃ کے حساب کی بنیاد بننے کے لئے وہ سب سے زیادہ موزوں ہے لیکن بریک اپ ویلیو کا تعین بہت مشکل ہے اور عام حصہ داروں کے لئے تو بہت ہی مشکل ہے لہذا اس بات پر تقریباً تمام علماء عصر کا اتفاق ہے کہ بازاری قیمت کا اعتبار ہوگا۔ اس لئے کہ قیمت اسمیہ (فیس ویلیو) اگرچہ ابتداءً سرمایہ لگاتے وقت تو حقیقت کی نمائندگی کرتی ہے مگر جب سرمایہ کمپنی کے اثاثوں میں بدل جائے گا تو اب فیس ویلیو حقیقت کے زیادہ قریب نہیں اس لئے کہ اثاثوں کی قیمت کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ مارکیٹ ویلیو میں اثاثوں کے علاوہ دوسرے عوامل اثر انداز ہوں تب بھی مارکیٹ ویلیو حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔ (اسلام اور جدید معیشت و تجارت)

تنخواہ دار جو ہر ماہ ایک خاص رقم بچا لیتا ہے کس طرح زکوٰۃ ادا کرے اس طرح جمع ہونے والی رقم پر اسے اصولی طور پر حق حاصل ہے کہ وہ ہر مہینے جمع ہونے والی رقم کا حساب لگا کر ماہانہ حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔ اگر اس میں مشکل محسوس کرتا ہو تو اسے وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سال کے آخر میں سال بھر کی جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔

کئی سالوں پر محیط کمیٹی ڈالنے والے پرز کوۃ کا حکم

کئی سالوں پر محیط کمیٹی ڈالنے والے پرز کوۃ کا کیا حکم ہے؟ مثلاً تین سال کی کمیٹی ہے ایک شخص کی کمیٹی گیارہویں ماہ میں نکل آتی ہے (5000x11=55000) دوسرے کی آخری کمیٹی 36 ماہ بعد (180000) روپے ہوگی۔ جس آدمی کی کمیٹی پہلے نکل آئی اسے پوری رقم کی زکوۃ ادا کرنی چاہئے۔ بے شک حقیقتاً وہ اس کا مالک نہیں ہوا کیونکہ اس رقم میں اس کا ابھی تک اتنا ہی حصہ ہے جتنی قسطیں اس نے جمع کروائی ہیں لیکن عملاً تو رقم مل چکی ہے اور وہ پوری رقم سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ جس شخص کی کمیٹی آخر میں نکلی ہے وہ آخر میں زکوۃ ادا کرے گا کیونکہ پہلے وہ اس کا مالک نہیں تھا یہ رقم اب اس کے قبضہ میں آئی ہے لہذا اسے کمیٹی ملنے پر زکوۃ ادا کرنی چاہئے۔

دائمی بیمار، نابالغ اور یتیم کی زکوۃ کون ادا کرے

اگر کوئی دائمی مریض، نابالغ اور یتیم صاحب نصاب ہے تو درج ذیل فرمان کے مطابق اسکی زکوۃ اسکا سرپرست ادا کرے گا۔

مَنْ وَّلِيَ يَتِيمًا فَلَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ لَهُ وَلَا يَتْرُكْهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ  
الصَّدَقَةُ (ترمذی، کتاب الزکوۃ)

جو کوئی یتیم کا والی بنایا جائے اسے چاہئے کہ وہ یتیم کے مال سے تجارت کرے اور ات ویسے ہی نہ چھوڑ دے کہ اس پر (ہر سال) زکوۃ لگتی رہے۔

بچوں کے نام پر پلاٹ، بینک بیلنس، زیور پر زکوۃ

جیسا کہ صفحہ 49 پر آپ ﷺ کا ارشاد گزر چکا ہے کہ آپ نے اولاد اور انکے مال کا مال باپ کو حق قرار دیا ہے۔ بالخصوص غیر شادی شدہ بچے خاص کر جن کی اپنی کوئی



آمدن اور کمائی نہیں اس کی زکوٰۃ والدین کو ادا کرنا ہوگی، یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ جب کوئی اہم ضرورت پیش آجائے تو والدین ننھی ننھی بچیوں کے زیور بیچ کر ضرورت پوری کرتے ہیں۔

### قرض کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

قرض کاروباری ضرورت کے لئے ہو یا ذاتی مجبوری کی خاطر زکوٰۃ دیتے ہوئے اس کو حساب و کتاب میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص نے پانچ لاکھ قرض دینا ہے وہ سارے سرمایہ سے پانچ لاکھ منہا کر کے زکوٰۃ ادا کرے گا، اگر قرض پر ہی کاروبار کر رہا ہے تو زکوٰۃ نہیں البتہ اگر وہ جان بوجھ کر قرض ادا نہیں کر رہا جیسا کہ بنکوں اور بعض قرض خواہ حضرات کو لوگ قرض واپس نہیں کرتے اور اپنی جائیداد یا کاروبار کو وسیع کرتے جاتے ہیں ایسے لوگوں پر صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ہوگی۔ اسی طرح ہی اگر کسی کو قرض حسہ دیا ہے تو جب تک وہ استعمال کرتا رہے علماء کا نقطہ نظریہ ہے کہ اس پر بھی صرف وصولی کے موقع پر فقط ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

### جامد سرمایہ اور ڈوبی ہوئی رقم (ڈیٹمنی) کی زکوٰۃ فقط ایک سال

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السُّخْتِيَانِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ فِي مَالٍ قَبِضَهُ بَعْضُ الْوَلَاةِ ظُلْمًا يَأْمُرُ بِرُدِّهِ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَيُؤَخَذُ زَكَاةً لِمَا مَضَىٰ مِنَ السَّنِينَ ثُمَّ عَقَبَ بَعْدَ ذَلِكَ بِكِتَابٍ أَنْ لَا يُؤَخَذَ مِنْهُ إِلَّا زَكَاةً وَاحِدَةً فَإِنَّهُ كَانَ ضِمَارًا (رواه ملك)

حضرت ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مال کے بارے میں جسے بعض حاکموں نے ظلم سے چھین لیا تھا لکھا کہ مالک کو اس کا مال واپس کریں

اور اس میں سے گزرے ہوئے سالوں کی زکوٰۃ وصول کر لیں۔ پھر اس کے بعد خط لکھا کہ اس مال سے گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ کی بجائے صرف ایک سال کی زکوٰۃ لی جائے۔ نیتوں کا حال تو اللہ علیم خبیر جانتا ہے اگر کوئی مال تجارت جس کی سیل رک چکی ہے کئی سال سے یوں ہی پڑا ہے۔ سیل ہونے کے بعد ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

کیا مرحوم کی طرف سے زکوٰۃ ادا ہو سکتی ہے؟

اکثر علما کا خیال ہے کہ مرنے والے کے ذمہ زکوٰۃ ہو تو اس کے ورثا کی طرف سے زکوٰۃ ہو سکتی ہے۔ جس طرح قرضہ معاف نہیں ہوتا چاہے ادائیگی کی وصیت کر کے فوت ہو یا بغیر وصیت کے قرآن مجید کا حکم ہے کہ اس کی وراثت تقسیم کرنے کے وقت پہلے فرض ادا کیا جائے امام مالک، امام شافعی انکا اس آیت سے استدلال یہ ہے کہ اگر شخصی قرضہ اس کے فوت ہونے کے بعد ادا ہو سکتا ہے تو زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کا قرض اور مساکین کا حق ہے اسے تو بدرجہ اولیٰ ادا ہونا چاہئے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے رفقاء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر اس نے زکوٰۃ کی ادائیگی کی وصیت نہیں کی تو اب زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ جس طرح مرنے کے بعد نماز، روزہ اس کی طرف سے ادا نہیں ہو سکتے کیونکہ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے اور یہ عبادت ہے۔ عبادت کے لئے نیت کرنا ضروری ہے اور اس کی نیابت نہیں ہو سکتی۔ اگر ورثاء اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کریں گے تو زکوٰۃ کی بجائے عام صدقہ ہوگا مرنے والے پر زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا گناہ اسی طرح قائم رہے گا۔ اس بارے میں امام مالک اور امام شافعی کا نقطہ نظر زیادہ اقرب الی الثواب ہے کیونکہ آپ کے پاس ایک عورت آئی کہ میری والدہ نے نذر مانی تھی وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہو چکی ہے۔ کیا میں نذر ادا کر سکتی ہوں؟ تب آپ نے فرمایا۔

أَقْضُوا لِلَّهِ فَاَللَّهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ (بخاری)

اللہ کے قرض کو ادا کرو کیونکہ وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۝ (النساء ۱۱ پ ۴)

وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد وراثت تقسیم کی جائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

☆☆☆

### مصنف کے ساتھ چند لمحات

میاں محمد جمیل 1947ء کو گوہڑ چک 8 ضلع قصور، ارائیں فیملی میاں محمد ابراہیم کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں پنجاب میں علمی دینی اور تبلیغی لحاظ سے بڑے بڑے علماء اور قومی رہنماؤں کا مرکز رہا ہے۔

☆☆☆

### تعلیم و تربیت

سکول کی ابتدائی تعلیم کے بعد میاں صاحب نے اپنے گاؤں میں قرآن پاک حفظ کیا پھر جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے ساتھ ایم۔ اے اسلامیات، فاضل اردو اور وفاق کی ڈگریاں حاصل کیں اور اب لاہور میں کاروبار کے ساتھ آنریری طور پر جامع مسجد ابو ہریرہ کی خطابت اور ابو ہریرہ اکیڈمی کی نظامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ کاروباری مصروفیات کے باوجود کئی ممالک کے تبلیغی دورے کر چکے ہیں۔

## تعارف ابو ہریرہؓ اکیڈمی

دانشوران قوم اور دینی طلبہ کا مدت سے مطالبہ تھا کہ درس نظامی کے نصاب میں تبدیلی اور ایسے ادارے معرض وجود میں لائے جائیں جن میں گریجویٹ، جید علماء تیار کئے جائیں جو عصر حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ کرتے ہوئے ہر شعبہ زندگی میں قرآن و سنت کا انقلاب برپا کر سکیں ہم نے مقامی وسائل سے 1997ء میں ابو ہریرہؓ اکیڈمی کی صورت میں کامیاب تعلیمی منصوبہ کہ ابتدا کی ہے۔ ملک کا باشعور طبقہ اور علماء کرام جانتے ہیں کہ شاید ہی کسی مسلک کا ایسا ادارہ ہو جہاں درس نظامی کے ساتھ باقاعدہ ایف اے، بی اے، ایم اے کروایا جاتا ہو۔ اس لحاظ سے ابو ہریرہؓ اکیڈمی ہی واحد ادارہ ہے جہاں علوم اسلامیہ اور کالج کی تعلیم یکساں طور پر دی جا رہی ہے۔

### خصوصیات

☆ علوم اسلامیہ معہ بی اے، ایم اے صرف چار سال میں ☆ مختصر آسان اور جدید سلیبس ☆ معیاری قیام و طعام ☆ اساتذہ کی مسلسل نگرانی میں سبق یاد کروانے کی گارنٹی۔

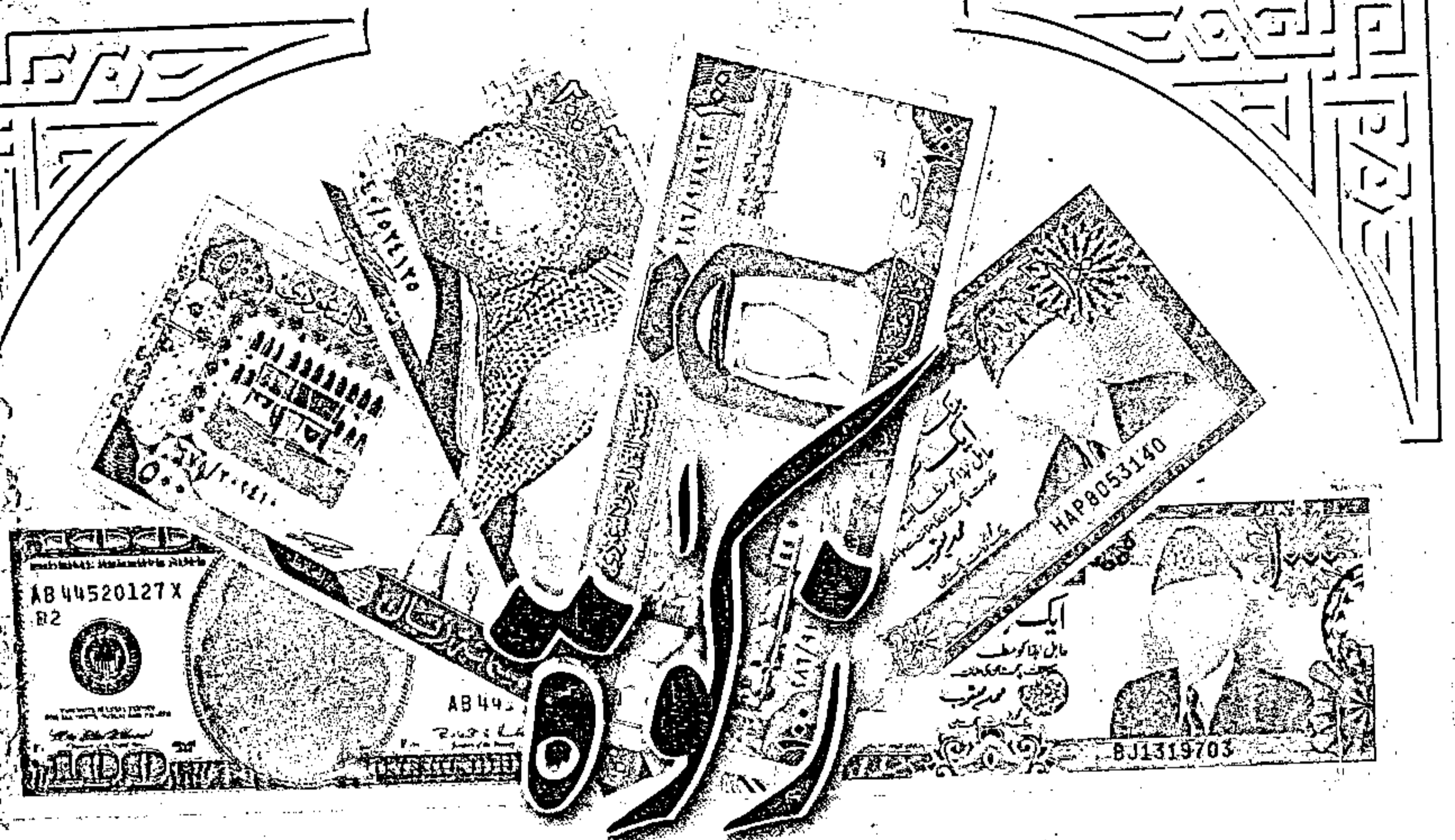
### شرائط داخلہ

☆ میٹرک ترجیح فرسٹ ڈویژن، ایف اے ☆ درس نظامی اور کالج کی کتب بدمہ طالب علم ☆ صاحب ثروت حضرات کو میس کے اخراجات خود برداشت کرنا ہوں گے جب کہ مالی اعتبار سے کمزور طلبہ پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ڈالا جاتا ☆ داخلہ میٹرک کے امتحان کے بعد ☆ میٹرک میں فیل ہونے والے طالب علم کو فارغ کر دیا جائے گا۔

## تعارف کتب

- 1- آپ ﷺ کا حج: نہایت مختصر مگر جامع، حج کے ہر رکن کا فلسفہ۔ (پہلا ایڈیشن 1999ء تیسرا ایڈیشن 2001ء)
- 2- آپ ﷺ کی نماز: نماز کے روحانی اور معاشرتی فوائد، قیام و سجود کی عملی تصاویر۔ (پہلا ایڈیشن مارچ 2000ء ساتواں ایڈیشن اکتوبر 2001ء)
- 3- فضیلت قربانی اور اسکے مسائل: جذبہ قربانی، قوموں کی زندگی کا محرک اور بقا کا ضامن (پہلا ایڈیشن 1996ء چوتھا ایڈیشن 2000ء)
- 4- سیرت ابراہیم: ابوالانبیاء کی عظیم جدوجہد اور ابد الابد تک رہنے والے اثرات و ثمرات۔ (پہلا ایڈیشن 1985ء ساتواں ایڈیشن اکتوبر 2001ء)
- 5- آپ ﷺ کا تہذیب و تمدن: آپ کے تہذیب و تمدن کے انقلاب آفرین نتائج اور مسلمانوں کے کلچر کے انمٹ نقوش۔ (پہلا ایڈیشن جنوری 2000ء پانچواں ایڈیشن اکتوبر 2001ء)
- 6- اتحاد امت اور نظم جماعت: جماعت بندی، کارکن اور قیادت کی خصوصیات کے ساتھ باہمی تعلقات و مشاورت اور امت کو متحد رکھنے کا آخری نقطہ۔ (پہلا ایڈیشن 1997ء دوسرا 2001ء)
- 7- مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے: مشکلات کے اسباب نجات کے لئے اللہ تعالیٰ اور سرور دو عالم کے منتخب کردہ اقدامات تلافی مافات اور روشن مستقبل کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات کے نزول کے ایمان افروز اور عزم و ہمت کو مضبوط کر دینے والے واقعات۔ (پہلا ایڈیشن جنوری 2000ء چھٹا اکتوبر 2001ء)
- 8- انبیاء کا طریقہ دعاء: ہر دعا کی قبولیت کی گارنٹی۔ انبیاء نے کس طرح دعا کی۔ وہ دعا جو تقدیر بدل دیتی ہے۔ انبیاء کی مستجاب دعائیں۔ (پہلا ایڈیشن جون 2001ء دوسرا اکتوبر 2001ء)
- 9- خطبات انبیاء: جن خطبات سے انقلابات برپا ہوئے۔ جنہوں نے دلوں کی کاپی پلٹ دی۔ خطبات انبیاء میں آج کے سیاسی، معاشی، روحانی اور سماجی مسائل کا حل، عنقریب علمی دنیا میں دستیاب انشاء اللہ
- 10- زکوٰۃ کے مسائل و فوائد: (پہلا ایڈیشن نومبر 2001ء)





# مسائل و فوائد کے

میاں محمد جمیل ایم۔ اے

ابو ہریرہؓ اکیڈمی

۳۷ - کریم بلاک، اقبال ٹاؤن - لاہور